بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 12

شرح چندہ
سالانہ 800روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

www.akhbarbadrqadian.in

20/شعبان1443ہجری قمری • 24/امان1401ہجری شمسی • 24/مارچ2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَیۡرًا فَھُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ ؕ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (بقرہ:185)

ترجمہ: گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔

اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کیلئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18/مارچ 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کیلئے ہو جو بات ہو خدا کے واسطے ہو

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ مَیں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کیلئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قیل وقال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اُس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آ کر اُس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ مَیں اس بات پر راضی نہیں ہوتا، مَیں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کیلئے ہو جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔ اگر اللہ کی رضا اور اس کے احکام کی تعمیل میرا مقصد نہ ہوتا، تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مجھے تقریریں کرنی اور وعظ سنانا تو ایک طرف، مَیں تو ہمیشہ ہمیشہ خلوت ہی کو پسند کرتا ہوں اور تنہائی میں وہ لذت پاتا ہوں جس کو بیان نہیں کر سکتا، مگر کیا کروں بنی نوع کی ہمدردی کھینچ کھینچ کر باہر لے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، جس نے مجھے تبلیغ پر مامور کیا ہے۔ مَیں نے یہ بات کہ ظاہری قیل وقال ہی کو پسند نہ کیا جائے، اس لیے بیان کی ہے کہ ہر خیر میں بھی شیطان کا حصہ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پس جب انسان وعظ کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت ہی عمدہ کام ہے، مگر اس منصب پر کھڑا ہونے والے کو ڈرنا چاہیے کہ اس میں مخفی طور پر شیطان کا بھی حصہ ہے۔ کچھ تو واعظ کے بخرہ میں آتا ہے اور کچھ سننے والوں کے حصہ میں۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب واعظ وعظ کیلئے کھڑے ہوتے ہیں، تو مقصد اور دلی تمنا صرف یہ ہوتی ہے کہ مَیں ایسی تقریر کروں کہ سامعین خوش ہو جائیں۔ ایسے الفاظ اور فقرات بولوں کہ ہر طرف سے واہ واہ کی آوازیں آئیں۔ مَیں اس قسم کی تقریر کرنے والوں کے مقاصد کو اس سے بڑھ کر نہیں سمجھتا جیسے بھڑوے، نقّال، قوال، گویّے یہی کوشش کرتے ہیں کہ اُن کے سننے والے ان کی تعریفیں کریں۔

پس جب ایک مجمع کثیر سننے والا ہو اور اس میں ہر ایک مذاق اور درجہ کے لوگ موجود ہوں، تو خدا کی طرف کی آنکھ کھلی نہیں ہوتی۔ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ مقصود یہی ہوتا ہے کہ سننے والے واہ واہ کریں۔ تالیاں بجائیں اور چیئرز دیں۔ غرض یہ حصہ شیطان کا واعظ یا بولنے والے میں ہوتا ہے اور سامعین میں شیطانی حصہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بولنے والے کی فصاحت و بلاغت، زبان پر پوری حکومت اور قادر الکلامی، برمحل اشعار، کہانیوں اور ہنسانے والے لطیفوں کو پسند کریں اور داد دیں تا کہ سخن فہم ثابت ہوں۔ گویا اُن کا مقصود بجائے خود خدا سے دُور ہوتا ہے اور بولنے والے کا الگ۔ وہ بولتا ہے مگر خدا کے لئے نہیں اور یہ سنتے ہیں، مگر ان باتوں کو دل میں جگہ نہیں دیتے، اس لیے کہ وہ خدا کے لئے نہیں سنتے۔ یہ کیوں ہوتا ہے صرف اس بات کے واسطے کہ ایک لذت حاصل کریں۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 360 تا 361، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

قرآن کا سب دنیا تک پہنچانا ضروری ہے کیونکہ اس کا نزول سب دنیا کی طرف ہے اور یہ سب دنیا کا مال ہے

کاش! مسلمان اس نکتہ کو سمجھتے اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کے ادا کرنے میں سستی نہ کرتے تو آج دنیا میں اسلام کے سوا کوئی اور مذہب نظر نہ آتا

ایک عیسائی کا قول ہے کہ قرآن میں یہ خوبی ہے کہ ہر مجلس میں پڑھا جا سکتا ہے، مگر ہماری کتابیں ایسی ہیں کہ ہر مجلس میں نہیں پڑھی جا سکتیں

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ نحل آیت 44 بِالۡبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ؕ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ وَلَعَلَّہُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ --- لِتُبَیِّنَ کا لام لام تعلیل بھی ہو سکتا ہے اور لام عاقبت بھی۔ لام تعلیل کی صورت میں اسکے یہ معنے ہوں گے کہ ہم نے تجھ پر دوسری کتب سے اعلیٰ خوبیوں والی کتاب اتاری ہے تاکہ تو سب دنیا کو وہ تعلیم سنائے جو ان کیلئے اتاری گئی ہے یعنی تجھ پر اترنے والی تعلیم کا سب سے اعلیٰ ہونا اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کسی ایک قوم یا ایک زمانہ کے لوگوں کیلئے نازل نہیں کیا بلکہ سب لوگوں کیلئے نازل کیا ہے۔ خواہ وہ کسی قوم کے ہوں یا کسی زمانہ کے ہوں۔ لام عاقبت کی صورت میں یہ معنے ہوں گے کہ چونکہ تجھ پر اعلیٰ کتاب نازل ہوئی ہے اس لئے تو اسے مخفی کس طرح رکھ سکتا تھا۔ اس اعلیٰ کتاب کا نزول اسکا باعث ہوا ہے کہ تُو سب دنیا کو اس کی طرف بلا رہا ہے۔ ایسی کتاب جس پر نازل ہو وہ خاموش کس طرح رہ سکتا ہے۔

نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ کہہ کر کفار کے جذبات محبت کو ابھارا ہے یعنی گو کتاب تجھ پر نازل ہوئی ہے لیکن چونکہ غرض یہ ہے کہ اس کتاب سے سب دنیا فائدہ اٹھائے اس لئے درحقیقت یہ نزول ساری دنیا پر ہی ہے۔ پھر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اس محبت کی قدر کیوں نہیں کرتے۔

نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ سے اس امر پر بھی زور دیا گیا ہے کہ اس کتاب کا سب دنیا تک پہنچانا ضروری ہے کیونکہ اسکا نزول سب دنیا کی طرف ہے اور یہ سب دنیا کا مال ہے۔ پس ان تک اسکا پہنچانا نہایت اہم فرض ہے۔ کاش! مسلمان اس نکتہ کو سمجھتے اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کے ادا کرنے میں سستی نہ کرتے تو آج دنیا میں اسلام کے سوا کوئی اور مذہب نظر نہ آتا کیونکہ اسکی پاک تعلیم کے سامنے کوئی اور تعلیم ٹھہر ہی نہیں سکتی۔ آج بے شک اسکی اشاعت میں روک ہے کیونکہ دنیوی حرص و آز اسلام کے قبول کرنے میں روک ہو رہی ہے مگر یہ حالت تو آج پیدا ہوئی ہے پہلے تو دنیا بھی مسلمانوں کے قبضہ میں تھی جس طرح دین اُن کے ہاتھ میں تھا۔

لِتُبَیِّنَ میں ایک اور لطیف مضمون بھی بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض کتب ایسی ہیں کہ جن کو انسان شرم کی وجہ سے سنا ہی نہیں سکتا مثلاً بائبل کے بعض ٹکڑے لیکن قرآن کریم ایسی شریفانہ باتوں پر مشتمل ہے کہ ہر جگہ پر اُسے سنایا جا سکتا ہے۔

ایک عیسائی کا قول ہے کہ قرآن میں یہ خوبی ہے کہ ہر مجلس میں پڑھا جا سکتا ہے۔ مگر ہماری کتابیں ایسی ہیں کہ ہر مجلس میں نہیں پڑھی جا سکتیں۔

حضرت لوط اور ان کی لڑکیوں کا واقعہ، بنی اسرائیل کا عورتوں بچوں کو خدا تعالیٰ کے حکم سے قتل کرنا یہ ایسے واقعات ہیں کہ ان کا مجالس میں بیان کرنا طبیعت پر سخت گراں گذرتا ہے۔ آریہ لوگوں کی نیوگ کی تعلیم بھی ایسی ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ تو الگ رہے خود آریہ خاوند اپنی بیوی کو وہ تعلیم پڑھ کر نہیں سنا سکتا۔ مگر قرآن کریم ایسے مضامین پر مشتمل ہے اور ایسے الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ اسے ہر قوم پر اور ہر عمر کے لوگوں کے سامنے پڑھا جا سکتا ہے۔

لَعَلَّہُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ سے اس طرف اشارہ کیا گیا کہ الہام فکر انسانی کو تیز کر دیتا ہے۔ صحابہ کا نمونہ اس کا بین ثبوت ہے۔ وہ اَن پڑھ اور زمانہ کے حالات سے ناواقف تھے مگر الہام قرآنی کو سن کر اور سمجھ کر دنیا کے علماء کے استاد بن گئے اور ایسی سمجھ ان کو عطا ہوئی کہ دنیا کے ہر علم میں انہوں نے آئندہ زمانہ کیلئے ایک بہترین سبق چھوڑا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ 172، مطبوعہ 2010 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(1897) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا، جنت کے دروازوں سے اُسے آواز دی جائے گی۔ اَے اللہ کے بندے! یہ (دروازہ) اچھا ہے۔ سو جو نماز پڑھنے والوں میں سے ہوگا، وہ نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ جو جہاد کرنے والوں میں سے ہوگا، وہ جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ داروں میں سے ہوگا، اُسے ریان دروازہ سے بلایا جائے گا۔ جو صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا، اُسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (یہ سن کر) کہا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان جو اِن دروازوں میں سے بلایا گیا تو اُسے کوئی ضرورت نہیں رہے گی۔ (حضور فرمائیں) کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے اِن سب دروازوں میں سے بلایا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ آپؓ بھی انہیں میں سے ہوں گے۔

نوٹ: حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ فرماتے ہیں: زَوۡجَیۡنِ سے ہر نوع کا جوڑا مراد ہے۔ اس تعلق میں کتاب الجہاد، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ، روایت نمبر 2841 دیکھئے۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الصوم، مطبوعہ قادیان 2008ء)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 18/فروری 2022ء (مکمل متن)

خطبہ جمعہ فرمودہ 25/فروری 2022ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

سوالات کے جوابات: از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

احباب جماعت کبابیر کی حضور انور سے آن لائن ملاقات

خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب

نماز جنازہ حاضر و غائب

اعلان نکاح: از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

وصایا | آپ کا خط و اعلانات

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرٌّ مَا فِي الْعَالَمِ ✿ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے لئے ایک اَور پُرشوکت انعامی چیلنج

بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تمہاری تفسیر لفظاً و معناً اعلیٰ ثابت ہوئی تو

اُسوقت اگر تم میری تفسیر کی غلطیاں نکالو تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام دُونگا

قبل ازیں ہم عرض کر چکے ہیں کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا تھا اور اس کے لئے 70 دن کی میعاد رکھی تھی۔ 70 دن کے اندر آپؑ نے اعجاز المسیح کے نام سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کر دی لیکن پیر مہر علی کو ایک سطر بھی لکھنے کی توفیق نہیں ملی۔ تقریباً ڈیڑھ سال بعد اس نے ایک کتاب ”سیف چشتیائی“ آپؑ کو بھیجی جو اُردو میں تھی اور اس میں تفسیر کا کوئی نام ونشان نہیں تھا بلکہ یہ کتاب صرف بیہودہ نکتہ چینیوں اور اعتراضات پر مشتمل تھی۔ آپؑ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ”نزول المسیح“ میں اسکا تفصیل سے جواب دیا ہے اور ساتھ ہی آپؑ نے انہیں اپنی تفسیر میں غلطیاں نکالنے پر فی غلطی پانچ روپے انعام دینے کا وعدہ فرمایا لیکن اس کیساتھ یہ شرط رکھی کہ مہر علی آپؑ کی تفسیر کے مقابل پر کوئی تفسیر بھی لکھے۔ اس انعامی چیلنج کا ذکر ہم گزشتہ دو شماروں میں کر چکے ہیں۔ لیکن چونکہ سیف چشتیائی کا تعلق بھی اسی انعامی چیلنج سے ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیف چشتیائی کا بھی کچھ حال اسی عنوان کے تحت بیان کیا جائے۔

سیف چشتیائی محمد حسن ساکن بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم کے نوٹس چرا کر لکھی گئی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : ”مجھے آج 26 جولائی 1902ء کو موضع بھیں سے میاں شہاب الدین دوست مولوی محمد حسن بھیں کا خط ملا جس میں اُنہوں نے تحریر کیا ہے کہ مَیں پیر مہر علی شاہ کی کتاب دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اتفاقاً ایک آدمی مجھ کو ملا جس کے پاس کچھ کتابیں تھیں اور وہ مولوی محمد حسن کے گھر کا پتہ پوچھتا تھا اور استفسار پر اُس نے بیان کیا کہ محمد حسن کی کتابیں پیر صاحب نے منگوائی تھیں اور اب واپس دینے آیا ہوں مَیں نے وہ کتابیں جب دیکھیں تو ایک اُن میں اعجاز المسیح تھی جس پر محمد حسن متوفی نے اپنے ہاتھ سے نوٹ لکھے ہوئے تھے۔ اور ایک کتاب شمس بازغہ تھی اور اُس پر بھی محمد حسن مذکور کے نوٹ لکھے ہوئے تھے اور اتفاقاً اُس وقت کتاب سیف چشتیائی میرے پاس موجود تھی جب مَیں نے ان نوٹوں کا اس کتاب سے مقابلہ کیا تو جو کچھ محمد حسن نے لکھا تھا بلفظہا بغیر کسی تصرف کے پیر مہر علی نے بطور سرقہ اپنی کتاب میں اسکو نقل کر لیا تھا بلکہ بہ تبدیل الفاظ یُوں کہنا چاہئے کہ پیر مہر علی شاہ کی کتاب وہی مسروقہ نوٹ ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں ...... مَیں ہر ایک شخص کو جو مہر علی کی اِس خیانت کو دیکھنا چاہے اُسکی یہ قابلِ شرم چوری دکھا سکتا ہوں۔“ (نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 445، حاشیہ)

چوری کھلنے پر مہر علی کا جواب کہ محمد حسن نے اپنے نام سے چھاپنے کی اجازت دی تھی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیر مہر علی شاہ کے اس جواب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”یہ عذر بدتر از گناہ ہے کیونکہ اگر اس کی طرف سے یہ اجازت تھی کہ اُس کے مَرنے کے بعد مہر علی اپنے تئیں اس کتاب کا مؤلّف ظاہر کرے تو کیوں مہر علی نے اس کتاب میں اس اجازت کا ذکر نہیں کیا اور کیوں دعویٰ کر دیا کہ مَیں نے ہی اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ تو بے ایمانی کا طریق ہے کہ ایک شخص وفات یافتہ کی کل کتاب کو اپنی طرف منسوب کر لیا اور اُس کا نام تک نہ لیا...... پیر مہر علی شاہ صاف لفظوں میں لکھ دیتا کہ یہ کتاب میری تالیف نہیں ہے بلکہ محمد حسن کی تالیف ہے اور مَیں صرف چور ہوں نہ یہ کہ دروغ گوئی کی راہ سے خطبہ کتاب میں اس تالیف کو اپنی طرف منسوب کرتا۔“ (ایضاً صفحہ 446، حاشیہ)

ضرور تھا کہ پیر صاحب اِس قابل شرم چوری کا ارتکاب کرتے تا خدا کا کلام پُورا ہوتا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : ”ضرور تھا کہ وہ اِس قابل شرم چوری کا ارتکاب کرتا، تا خدا تعالیٰ کا وہ کلام پُورا ہو جاتا کہ جو آج سے کئی برس پہلے میرے پر نازل ہوا اور وہ یہ ہے اِنِّيْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ یعنی مَیں اُسکی اہانت کرونگا جو تیری اہانت کا ارادہ کریگا۔ اس شخص نے کتاب سیف چشتیائی میں میرے پر الزام سرقہ کا لگایا تھا اور سرقہ یہ کہ کتاب اعجاز المسیح کے تقریباً بیس ہزار فقرہ میں سے دو چار فقرے ایسے ہیں جو عرب کی بعض مشہور مثالیں یا مقامات حریری وغیرہ کے چند جملے ہیں جو الہامی توارد سے لکھے گئے اور اپنی کرتُوت اسکی اب یہ ثابت ہوئی جو محمد حسن مُردہ کا سارا مسودہ اپنے نام منسوب کر لیا اور اُس بد بخت کا ذکر تک نہ کیا۔ اب دیکھو یہ خدا تعالیٰ کا نشان ہے یا نہیں کہ دو چار فقروں کا سرقہ میری طرف منسوب کرنے کیساتھ ہی خود ایک پوری کتاب کا سارق ثابت ہو گیا...... اور نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی کہ ایک گندہ جھوٹ اپنی کتاب میں شائع کیا اور کتاب میں لکھ مارا کہ یہ میری تالیف ہے۔“ (ایضاً صفحہ 448، حاشیہ)

محمد حسن بھیں کی ہلاکت کی وجہ مسیح موعودؑ سے مقابلہ اور آپؑ کی دُعائے مباہلہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : ”مَیں نے کتاب اعجاز المسیح کے سر پر بطور پیشگوئی بیان کر دیا تھا کہ جو شخص اِس کتاب کے جواب کا ارادہ کرے گا وہی نامراد رہے گا۔ سو اس سے زیادہ کیا نامرادی ہے کہ وہ اپنی لغو کتاب کو چھاپ ہی نہ سکا اور مر گیا...... اور ایک دوسرا نشان یہ ہے کہ اسی کتاب اعجاز المسیح کے صفحہ 199 میں مَیں نے یہ دُعا کی تھی رَبِّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ اَعْدَائِيْ هُمُ الصَّادِقُوْنَ الْمُخْلِصُوْنَ فَاَهْلِكْنِيْ كَمَا تُهْلِكُ الْكَذَّابُوْنَ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ مِنْكَ وَ مِنْ حَضْرَتِكَ فَقُمْ لِنُصْرَتِيْ۔ یعنی اے میرے خدا اگر تُو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے ہیں اور مخلص ہیں پس تُو مجھے ہلاک کر جیسا کہ تُو جُھوٹوں کو ہلاک کرتا ہے اور اگر تُو جانتا ہے کہ مَیں تیری طرف سے ہوں تو دشمن کے مقابل پر میری مدد کرنے کے لئے تُو کھڑا ہو جا۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اِس کتاب اعجاز المسیح کے شائع ہونے کے بعد محمد حسن بھیں مقابلہ کے لئے میدان میں نکلا اس لئے بموجب اِس مباہلہ کی دُعا کے مارا گیا۔“ (ایضاً صفحہ 448، حاشیہ)

نیز آپؑ نے فرمایا : ”جب وہ دونوں کتابوں (**اعجاز المسیح اور شمس بازغہ۔ ناقل**) پر نکتہ چینی کر چکا تو اُس نے میری کتاب کے حاشیہ پر مباہلہ کی دُعا لکھی یعنی یہ کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جُھوٹا ہے اُس کیلئے خدا تعالیٰ کی لعنت اور اُس کا قہر مانگا اور اب تک وہ دعاءِ مباہلہ کتاب کے حاشیہ پر خاص اُس کی قلم سے درج ہے چنانچہ فی الفور دُعا قبول ہو گئی اور بعد اس کے وہ ایک سخت بیماری اور سرسام میں مبتلا ہو کر چند روز میں ہی قبر میں جا پڑا اور کتاب کے چھپنے کی نوبت نہ آئی۔“ (ایضاً صفحہ 452)

میاں شہاب الدین کا مختصر تعارف جس نے مسیح موعودؑ کی طرف خط لکھا تھا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : ”ہم صفائی بیان کے لئے لکھنا چاہتے ہیں کہ میاں شہاب الدین جن کا نام عنوان میں درج ہے، یہ محمد حسن متوفّٰی کے دوست ہیں اور علاوہ اس کے یہ اُس بدقسمت وفات یافتہ کے ہمسایہ بھی ہیں اور اُس کے اسرار سے واقف اور انہیں کی کوشش سے پیر مہر علی شاہ کے سرقہ کا مقدمہ برآمد ہوا اور بڑی صفائی سے ثابت ہو گیا کہ اس کی کتاب سیف چشتیائی مال مسروقہ ہے اور اس میں مہر علی کی عقل اور علم کا کچھ بھی دخل نہیں۔“ (نزول المسیح رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 450، حاشیہ)

میاں شہاب الدین کے دو خطوط ایک مسیح موعودؑ، دوسرا مولانا عبدالکریم صاحبؓ کے نام

میاں شہاب الدین کے دو خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعینہٖ نزول المسیح میں نقل کئے ہیں۔ پہلے خط کا مضمون بیان ہو چکا ہے۔ دوسرے خط میں میاں شہاب الدین نے زائد بات یہ لکھی کہ گولڑی نے محمد حسن بھیں کے والد کو سخت تاکید کی ہے کہ وہ کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ مجھے ہرگز نہ دکھائے اور نہ دے جس پر محمد حسن نے نوٹس لکھے ہیں۔ مَیں آنے سے انکار نہیں کرتا لیکن کتابیں نہیں دیتے جن پر نوٹ ہیں۔

مولوی کرم دین بھیں کے دو خطوط

مولوی کرم دین بھیں کا ایک خط سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور دوسرا خط حکیم فضل دین صاحبؓ کے نام تھا۔ پہلے خط کا خلاصہ یہ ہے کہ کرم دین نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت و عقیدت کا اظہار کیا لیکن ساتھ یہ بھی لکھا کہ ”جب تک بالمشافہ اطمینان نہ کیا جاوے بیعت کرنا مناسب نہیں“ نیز لکھا کہ: محمد حسن بھیں نے کتاب اعجاز المسیح اور شمس بازغہ کے حواشی پر جو اپنے خیالات لکھے تھے وہ دونوں کتابیں پیر صاحب نے مجھ سے منگوائی تھیں اور اب واپس آ گئی ہیں۔ وہ دونوں کتابیں چونکہ مولوی محمد حسن صاحب کے باپ کی تحویل میں ہیں اس واسطے جناب کی خدمت میں وہ کتابیں بھیجنا مشکل ہے کیونکہ اُن کا خیال آپ کے خلاف میں ہے اور وہ کبھی بھی اس امر کی اجازت نہیں دے سکتے۔ پیر صاحب کا ایک کارڈ جو مجھے پرسوں ہی پہنچا ہے باصلہا جناب کے ملاحظہ کیلئے روانہ کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے خود اِس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولوی محمد حسن کے نوٹ انہوں نے چُرا کر سیف چشتیائی کی رونق بڑھائی ہے لیکن ان سب باتوں کو میری طرف سے ظاہر فرمایا جانا خلاف مصلحت ہے کیونکہ مَیں نہیں چاہتا کہ پیر صاحب کی جماعت مجھ پر سخت ناراض ہو۔ دوسرے خط کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد حسن کا لڑکا جو کہ باہر گیا ہوا تھا گھر پہنچ گیا ہے۔ اس سے کتابیں لینے کی کوشش کی گئی پہلے تو اُس نے سخت انکار کیا مگر بعد کو چھ روپیہ معاوضہ پر راضی ہو گیا۔ نیز لکھا کہ میرا التماس ہے کہ میرا نام بالفعل ہرگز ظاہر نہ کیا جاوے تا کہ پھر بھی مجھ سے ایسی مدد مل سکے۔

اس پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا کہ : ”مولوی کرم الدین صاحب کو سہواً اِس طرف خیال نہیں آیا کہ شہادت کا پوشیدہ کرنا سخت گناہ ہے جس کی نسبت اٰثِمٌ قَلْبُهٗ کا قرآن شریف میں وعید موجود ہے۔ لہٰذا تقویٰ یہی ہے کہ کسی لوم لائم کی پروا نہ کریں اور شہادت جو اپنے پاس ہو ادا کر دیں۔ سو ہم اِس بات سے معذور ہیں جو جرم اخفاء کے ممد و معاون بنیں اور مولوی کرم الدین صاحب کا یہ اخفاء خدا کے حکم سے نہیں ہے صرف دِلی کمزوری ہے خدا ان کو قوت دے۔“ (ایضاً صفحہ 455، حاشیہ در حاشیہ)

کرم دین کا مسیح موعود علیہ السلام پر مقدمہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کرم دین کے خطوط کے ساتھ ساتھ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا وہ خط نزول المسیح میں بعینہٖ نقل کر دیا جو پیر صاحب نے کرم دین کے نام لکھا تھا اور جو کرم دین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو روانہ کر دیا

باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

”خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اِس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کیلئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے، خدا نے مجھے اِس غرض کیلئے کھڑا کیا ہے کہ مَیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔“

پیشگوئی مصلحِ موعود کے مصداق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز بیان

”دنیا زور لگالے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے، عیسائی بادشاہ بھی اور اس کی حکومتیں بھی مِل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اِس مقصد میں ناکام کرنے کیلئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اِس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم سے ایسا پُر کیا کہ آپ کی باون سالہ زندگی اس پر گواہ ہے کہ
چاہے وہ دینی مضامین کا سوال ہو یا کسی دنیاوی مضمون کا، جب بھی آپ کو کسی موضوع پر لکھنے اور بولنے کا کہا گیا آپ نے علم و عرفان کے دریا بہا دیے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18 ؍فروری 2022ء بمطابق 18 تبلیغ 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

ہر سال ہم 20 ؍فروری کو پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جلسے بھی کرتے ہیں اور اس دن کو یاد بھی رکھتے ہیں۔ ایک بیٹے کی پیدائش کی یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دشمنوں کے اسلام پر اعتراضات کے جواب میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کی تھی کہ دشمنان اسلام کہتے ہیں کہ اسلام کوئی نشان نہیں دکھاتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر کہتا ہوں کہ ایک بڑا نشان اسلام کی صداقت کا جو میرے ذریعہ سے پورا ہوگا وہ میرے ایک بیٹے کی پیدائش ہے جو لمبی عمر پائے گا۔ اسلام کی خدمت کرے گا۔ اور بتایا کہ یہ یہ خصوصیات اس میں ہوں گی اور تقریباً باون، ترپن خصوصیات بیان فرمائیں اور یہ کوئی معمولی پیشگوئی نہیں تھی۔ ایک معین عرصہ بھی بتایا اور بہرحال اس معینہ عرصہ میں وہ بیٹا پیدا ہوا اور اس نے لمبی عمر بھی پائی اور اسے اسلام کی غیر معمولی خدمت کی توفیق بھی ملی۔ ہر سال اس پیشگوئی کے حوالے سے مختلف پہلوؤں پر جماعتی جلسوں میں روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس سال بھی ان شاء اللہ یہ سب کچھ ہوگا۔ مختلف جماعتوں کے جلسے ہوں گے۔ اسی طرح ایم ٹی اے پر بھی پروگرام آتے ہیں۔ تفصیلات تو وہاں سے پتا لگتی جائیں گی۔ اس وقت میں حضرت مصلح موعودؓ کے اپنے الفاظ میں آپ کی ابتدائی زندگی کیسی تھی اور آپ کی صحت کا کیا حال تھا اور آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا سلوک تھا، اس بارے میں چند حوالے پیش کروں گا۔

یہ پیشگوئی لمبی عمر پانے والے بچے کے بارے میں تھی۔ پیشگوئی تھی کہ ایک بچہ لمبی عمر پائے گا اس لمبی عمر پانے والے بچہ کی صحت کی حالت کا اندازہ آپ اس بات سے کر سکتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ خود ہی فرماتے ہیں کہ بچپن میں میری صحت نہایت کمزور تھی۔ پہلے کالی کھانسی ہوئی اور پھر میری صحت ایسی گر گئی کہ گیارہ بارہ سال کی عمر تک مَیں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہا اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا رہا کہ میری زیادہ لمبی عمر نہیں ہو سکتی۔ اِسی دوران میں میری آنکھیں دکھنے آ گئیں اور اِس قدر دکھیں کہ میری ایک آنکھ قریباً ماری گئی۔ یعنی اس میں سے نظر آنا بند ہو گیا۔ چنانچہ اس میں سے مجھے بہت کم نظر آتا ہے۔ جب آپؓ یہ فرما رہے تھے تو آپؓ نے فرمایا کہ ابھی بھی بہت کم نظر آتا ہے۔ پھر جب مَیں اَور بڑا ہوا تو متواتر چھ سات ماہ تک مجھے بخار آتا رہا۔ اور سِل اور دِق کا مریض مجھے قرار دیا گیا۔ یعنی ٹی بی کا مریض بتایا گیا اور فرماتے ہیں کہ اِن وجوہ سے باقاعدہ پڑھائی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ سکول نہیں جاتا تھا۔ لاہور کے ہی ماسٹر فقیر اللہ صاحب ہیں، لاہور میں ہی آپؓ یہ لیکچر دے رہے تھے جن کی مسلم ٹاؤن میں کوٹھی ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے سکول میں حساب پڑھایا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ میرے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت کی کہ یہ پڑھنے نہیں آتا اور اکثر سکول سے غائب رہتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ڈرا کہ شاید حضرت مسیح موعود علیہ السلام ناراض ہوں گے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے کہ ماسٹر صاحب اِس کی صحت کمزور رہتی ہے ہم اتنا ہی شکر کرتے ہیں کہ یہ کبھی کبھی مدرسہ میں چلا جاتا ہے اور کوئی بات اِس کے کانوں میں پڑ جاتی ہے۔ زیادہ زور اس پر نہ دیں۔ فرماتے ہیں کہ بلکہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ ہم نے حساب سکھا کر اسے کیا کرنا ہے۔ کیا ہم نے اِس سے کوئی دکان کرانی ہے؟

تو یہ تھی آپؓ کی بچپن کی صحت کی حالت اور سکول جانے کی حالت۔ کون ایسی حالت میں لمبی عمر کی ضمانت دے سکتا ہے! لیکن نہ صرف لمبی عمر پائی بلکہ یہ بھی اس میں پیشگوئی تھی کہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ ایسے حالات میں کون کہہ سکتا ہے کہ علوم بھی اس کو حاصل ہوں گے۔ بہرحال آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ قرآن اور حدیث پڑھ لے گا تو کافی ہے۔ کہتے ہیں کہ غرض میری صحت ایسی کمزور تھی کہ دنیا کے علم پڑھنے کے تعلق میں بالکل ناقابل تھا۔ میری نظر بھی کمزور تھی۔ مَیں پرائمری، مڈل اور انٹرنس کے امتحان میں فیل ہوا۔ کسی امتحان میں پاس نہیں ہوا مگر خدا نے میرے متعلق خبر دی تھی کہ میں علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جاؤں گا۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ دنیوی علوم میں سے کوئی علم میں نے نہیں پڑھا اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان علمی کتابیں میرے قلم سے لکھوائیں کہ دنیا اِن کو پڑھ کر حیران ہے اور وہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اِس سے بڑھ کر اسلامی مسائل کے متعلق اَور کچھ نہیں لکھا جا سکتا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ابھی تفسیر کبیر کے نام سے میں نے قرآن کریم کی تفسیر کا ایک حصہ لکھا ہے اسے پڑھ کر بڑے بڑے مخالفوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اِس جیسی آج تک کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ پھر ہمیشہ میں لاہور میں آتا رہتا ہوں اور یہاں کے رہنے والے جانتے ہیں کہ مجھ سے کالجوں کے پروفیسر ملنے آتے ہیں۔ سٹوڈنٹس ملنے آتے ہیں۔ ڈاکٹر ملنے آتے ہیں۔ مشہور پلیڈر اور وکیل ملنے آتے ہیں۔ مگر آج تک ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی بڑے سے بڑے مشہور عالم نے میرے سامنے اسلام اور قرآن پر کوئی اعتراض کیا ہو اور میں نے اسلام اور قرآن کی تعلیم کی روشنی میں ہی اسے ساکت اور لاجواب نہ کر دیا ہو اور اسے یہ تسلیم نہ کرنا پڑا ہو کہ واقعہ میں اسلام کی تعلیم پر کوئی حقیقی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہے ورنہ میں نے دنیوی علوم کے لحاظ سے کوئی علم نہیں سیکھا لیکن میں اِس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ خدا نے مجھے اپنے پاس سے علم دیا اور خود مجھے ہر قسم کے ظاہری اور باطنی علوم سے حصہ عطا فرمایا۔

پھر آپؓ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیے جانے کے بارے میں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے علوم سکھائے، فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ ہی تھا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک گھنٹی بجی ہے اور اس میں سے ٹَن کی آواز پیدا ہوئی ہے جو بڑھتے بڑھتے ایک تصویر کے فریم کی صورت اختیار کر گئی۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ اس فریم میں سے ایک تصویر نمودار ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد تصویر ہلنی شروع ہوئی اور پھر یکدم اس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آ گیا اور اس نے کہا میں خدا کا فرشتہ ہوں اور تمہیں قرآن کریم کی تفسیر سکھانے کے لیے آیا ہوں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ تب اس نے سورت فاتحہ کی تفسیر سکھانی شروع کر دی۔ وہ سکھاتا گیا، سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تک پہنچا تو کہنے لگا کہ آج تک جتنے مفسر گزرے ہیں ان سب نے صرف اِس آیت تک تفسیر لکھی ہے لیکن میں تمہیں اِس کے آگے بھی تفسیر سکھاتا ہوں۔ چنانچہ اس نے ساری سورت فاتحہ کی تفسیر مجھے سکھا دی۔

اِس رؤیا کے معنی درحقیقت یہی تھے کہ فہمِ قرآن کا ملکہ میرے اندر رکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ملکہ میرے اندر اِس قدر ہے کہ میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ جس مجلس میں چاہو میں یہ دعویٰ کرنے کیلئے تیار ہوں کہ سورت فاتحہ

سے ہی میں تمام اسلامی علوم بیان کرسکتا ہوں۔

آپؓ کھل کے پبلک میں یہ تقریر کررہے ہیں، دنیا کو بتا رہے ہیں، چیلنج دے رہے ہیں لیکن کبھی نہیں ہوا کہ آپؓ کے مقابلے میں اس طرح کوئی آیا ہو۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں ابھی چھوٹا ہی تھا سکول میں پڑھا کرتا تھا کہ ہمارے سکول کی فٹ بال ٹیم امرتسر کے خالصہ کالج کی ٹیم سے کھیلنے کیلئے گئی۔ مقابلہ ہوا اور ہماری ٹیم جیت گئی۔ اس پر باوجود اس مخالفت کے جو مسلمان ہماری جماعت کے ساتھ رکھتے ہیں چونکہ ایک رنگ میں مسلمانوں کی عزت افزائی ہوئی تھی اِس لیے امرتسر کے ایک رئیس نے ہماری ٹیم کو چائے کی دعوت دی۔ جب ہم وہاں گئے تو مجھے تقریر کرنے کیلئے کھڑا کر دیا گیا۔ میں نے اس تقریر کیلئے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ جب مجھے کھڑا کیا گیا تو معاً مجھے فرشتہ کی تفسیر سکھانے والا یہ رؤیا یاد آ گیا۔ تو پہلے میں نے اسکے اوپر خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا! تیرا فرشتہ مجھے خواب میں سورت فاتحہ کی تفسیر سکھا گیا تھا۔ آج میں اس بات کا امتحان لینا چاہتا ہوں کہ یہ خواب تیری طرف سے تھا یا میرے نفس کا دھوکا تھا۔

اگر یہ خواب تیری طرف سے تھا تو تُو مجھے سورہ فاتحہ کا آج کوئی ایسا نکتہ بتا جو اِس سے پہلے دنیا کے کسی مفسر نے بیان نہ کیا ہو۔

چنانچہ اِس دعا کے معاً بعد خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ایک نکتہ ڈالا اور میں نے کہا دیکھو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی ہے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔ اے مسلمانو! تم پانچ نمازوں میں اور اپنی نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا کیا کرو کہ ہم مغضوب اور ضال نہ بن جائیں۔ مغضوب کے معنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثوں میں خود بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں کہ مغضوب کے معنی ہیں الیہود اور ضالّ کے معنی ہیں نصاریٰ۔ پس غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ سے مراد یہ ہے کہ الٰہی ہم یہودی نہ بن جائیں اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ سے مراد یہ ہے کہ ہم نصاریٰ نہ بن جائیں۔ اِس امر کی مزید وضاحت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِس امت میں ایک مسیح آئے گا۔ پس جو لوگ اس کا انکار کریں گے وہ لازماً یہود صفت بن جائیں گے۔ دوسری طرف آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ عیسائیت کا فتنہ ایک زمانہ میں خاص طور پر بڑھ جائے گا۔ لوگ روٹی کیلئے، ملازمت کیلئے، سوسائٹی میں عزت حاصل کرنے کیلئے عیسائیت اختیار کرلیں گے یا دھوکا کھا کر اور اپنے مذہب کی تعلیم کو نہ سمجھ کر عیسائیت قبول کرلیں گے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ سورۂ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس وقت نہ عیسائی اسلام کے زیادہ مخالف تھے اور نہ یہودی اسلام کے زیادہ مخالف تھے۔ اس وقت سب سے زیادہ مخالفت مکہ کے بت پرستوں کی طرف سے کی جاتی تھی مگر یہ دعا نہیں سکھائی گئی کہ الٰہی ہم بت پرست نہ بن جائیں بلکہ دعا یہ سکھائی گئی ہے کہ الٰہی ہم یہودی یا نصاریٰ نہ بن جائیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اِس سورہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمادی تھی کہ مکہ کے بت پرست ہمیشہ کیلئے مٹا دیے جائیں گے اور ان کا نام ونشان باقی نہیں رہے گا۔ پس اِس بات کی ضرورت ہی نہیں کہ ان کے متعلق مسلمانوں کو کوئی دعا سکھائی جائے۔ ہاں یہودیت اور عیسائیت، دونوں باقی رہیں گی اور تمہارے لیے ضروری ہوگا کہ ان کے فتنہ سے بچنے کیلئے ہمیشہ دعائیں کرتے رہو۔ جب میری یہ تقریر ختم ہوچکی تو بعد میں بڑے بڑے رؤسا مجھے ملے اور کہنے لگے کہ آپ نے قرآن خوب پڑھا ہوا ہے۔ ہم نے تو اپنی ساری عمر میں یہ نکتہ پہلی دفعہ سنا ہے۔ چنانچہ واقعہ یہی ہے کہ ساری تفسیروں کو دیکھ لو کسی مفسر قرآن نے آج تک یہ نکتہ بیان نہیں کیا۔ حالانکہ میری عمر اس وقت بیس سال کے قریب تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہ نکتہ مجھ پر کھولا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتہ کے ذریعہ مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے کہ جس طرح کسی کو خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے اِسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی فضیلت اس پر ظاہر نہ کرسکوں۔ یہ لاہور شہر ہے۔ لاہور میں آپؓ تقریر فرما رہے تھے یہاں یونیورسٹی موجود ہے۔ کئی کالج یہاں کھلے ہوئے ہیں، بڑے بڑے علوم کے ماہر اِس جگہ پائے جاتے ہیں۔ میں اِن سب سے کہتا ہوں کہ دنیا کے کسی علم کا ماہر میرے سامنے آجائے، دنیا کا کوئی پروفیسر میرے سامنے آجائے، دنیا کا کوئی سائنسدان میرے سامنے آجائے اور وہ اپنے علوم کے ذریعہ قرآن کریم پر حملہ کر کے دیکھ لے مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے ایسا جواب دے سکتا ہوں کہ دنیا تسلیم کرے گی کہ اسکے اعتراض کا ردّ ہو گیا اور مَیں دعویٰ کرتا ہوں کہ مَیں خدا کے کلام سے ہی اس کو جواب دوں گا اور قرآن کریم کی آیات کے ذریعہ سے ہی اس کے اعتراضات کو ردّ کر کے دکھا دوں گا۔

(ماخوذ از میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، انوار العلوم، جلد 17، صفحہ 213 تا 217)

یہ واقعہ جیسا کہ آپؓ نے بتایا اُس وقت کا ہے جب آپؓ کی عمر بیس سال کی تھی اور اس وقت آپؓ کا خدا پر یقینِ کامل ہو چکا تھا لیکن یہ یقین کامل کس عمر میں ہوا، اس بارے میں خود حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں جس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بچپن سے آپؓ کو مصلح موعود بننے کا مصداق بنا رہا تھا۔

چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ سال 1900ء میرے قلب کو اسلامی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا ہے۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جبہ لایا۔ میں نے آپؑ سے وہ جبہ لے لیا۔ کسی اَور خیال سے نہیں بلکہ اس لیے کہ اس کا رنگ اور اس کا نقش مجھے پسند تھے۔ میں اسے پہن نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں کے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔ جب میں گیارہ سال کا ہوا اور انیس سو سال نے دنیا میں قدم رکھا یعنی انیس سو عیسوی نے دنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں خدا تعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں؟ اس کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟ میں دیر تک رات کے وقت اس مسئلے پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔

وہ گھڑی میرے لیے کیسی خوشی کی گھڑی تھی۔ کتنا خوشی کا وقت تھا۔ جس طرح ایک بچے کو اس کی ماں مل جائے تو اس سے اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ گیارہ سال کی عمر میں یہ سوچ تھی۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہوگیا۔ یعنی سنا ہوا جو ایمان تھا وہ علمی ایمان سے تبدیل ہوگیا۔ بہرحال کہتے ہیں میں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو۔ اس وقت میں گیارہ سال کا تھا، آج میں پینتیس سال کا ہوں مگر آج بھی مَیں اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں خدایا! تیری ذات کے متعلق مجھے کوئی شک پیدا نہ ہو۔ ہاں اس وقت میں بچہ تھا اب مجھے زیادہ تجربہ ہے۔ اب میں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا! مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو۔ بہرحال آپؓ فرماتے ہیں کہ بات کہاں سے کہاں چلی گئی۔ میں لکھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک جبہ میں نے مانگ لیا تھا، جب میرے دل میں خیالات کی وہ موجیں پیدا ہونی شروع ہوئیں جن کا مَیں نے اوپر ذکر کیا ہے تو ایک دن ضحیٰ کے وقت یا اشراق کے وقت میں نے وضو کیا اور وہ جبہ اس وجہ سے نہیں کہ خوبصورت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے اور متبرک ہے پہن لیا۔ یہ پہلا احساس میرے دل میں خدا تعالیٰ کے فرستادے کے مقدس ہونے کا تھا۔ پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت پھر دروازہ بند کرلیا اور خوب رو رو کر دعا کی، نفل پڑھے۔

(ماخوذ از یادِ ایام، انوار العلوم، جلد 8، صفحہ 365-366)

اس کی ایک اَور جگہ اس طرح آپ نے تفصیل بیان فرمائی ہے گیارہ سال کی عمر میں خدا تعالیٰ کی پہچان کس طرح ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ میں گیارہ سال کا تھا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں اپنے عقیدے کو ایمان سے بدل لوں۔ مغرب کے بعد کا وقت تھا۔ میں اپنے مکان میں کھڑا تھا کہ یکدم مجھے خیال آیا کہ میں اس لیے احمدی ہوں کہ بانی سلسلہ احمدیہ میرے باپ ہیں یا اس لیے احمدی ہوں کہ احمدیت سچی ہے اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔ یہ خیال آنے کے بعد مَیں نے فیصلہ کیا کہ میں اس بات پر غور کر کے یہاں سے نکلوں گا اور اگر مجھے یہ پتہ لگ گیا کہ احمدیت سچی نہیں تو میں اپنے کمرے میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ یہیں صحن سے باہر نکل جاؤں گا۔ یہ گیارہ سال کے بچے کی ایک سوچ تھی۔ کہتے ہیں بہرحال یہ فیصلہ کر کے مَیں نے غور کرنا شروع کیا اور قدرتی طور پر اس کے نتیجہ میں بعض دلائل میرے سامنے آئے جن پر مَیں نے جرح کی۔ کبھی ایک دلیل دوں اسے توڑ دوں۔ پھر دوسری دلیل دوں اسے ردّ کر دوں۔ پھر تیسری دلیل دوں اور اسے توڑوں یہاں تک کہ ہوتے ہوتے یہ سوال میرے سامنے آیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور کیا مَیں ان کو اس لیے سچا مانتا ہوں کہ میرے ماں باپ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سچے ہیں یا مَیں ان کو اس لیے سچا مانتا ہوں کہ مجھ پر دلائل کی رو سے یہ روشن ہو چکا ہے کہ واقع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راستباز رسول ہیں۔ جب یہ سوال میرے سامنے آیا تو میرے دل نے کہا اب مَیں اس امر کا بھی فیصلہ کر کے رہوں گا۔ اس کے بعد قدرتی طور پر خدا تعالیٰ کے متعلق میرے دل میں سوال پیدا ہوا اور مَیں نے کہا یہ سوال بھی حل طلب ہے کہ آیا مَیں خدا تعالیٰ کو یونہی عقیدے کے طور پر مانتا ہوں یا سچ مچ کی حقیقت مجھ پر منکشف ہو چکی ہے کہ دنیا کا ایک خدا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کے سوال پر بھی مَیں نے غور کرنا شروع کیا اور میرے دل نے کہا کہ اگر خدا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی سچے ہیں اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے ہیں تو پھر احمدیت بھی یقیناً سچی ہے اور اگر دنیا کا کوئی خدا نہیں پھر ان میں سے کوئی بھی سچا نہیں۔ بہرحال کہتے ہیں مَیں نے فیصلہ کرلیا کہ آج میں اس سوال کو حل کر کے رہوں گا اور اگر میرے دل نے یہی فیصلہ کیا کہ خدا نہیں تو پھر میں اپنے گھر میں نہیں رہوں گا بلکہ فوراً باہر نکل جاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کر کے مَیں نے سوچنا شروع کر دیا اور سوچتا چلا گیا۔ اپنی عمر کے لحاظ سے چھوٹی عمر تھی مَیں اس سوال کا کوئی معقول جواب نہ دے سکا مگر پھر بھی مَیں غور کرتا چلا گیا یہاں تک کہ میرا دماغ تھک گیا۔

اس وقت مَیں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔ اس دن بادل نہیں تھے۔ اب اللہ تعالیٰ آپ کو اس طرح سکھانا چاہتا تھا۔ کہتے ہیں آسمان جو نہایت مصفیٰ تھا اور ستارے نہایت خوش نمائی کے ساتھ آسمان پر چمک رہے تھے۔ ایک تھکے ہوئے دماغ کیلئے اس سے زیادہ فرحت افزا اور کون سا نظارہ ہوسکتا ہے۔ مَیں تھکا ہوا تھا۔ آسمان دیکھتا رہا۔ ستاروں کو انجوائے کر رہا تھا۔ تو مَیں نے بھی ان ستاروں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ میں ان ستاروں میں کھو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب پھر میرے دماغ کو تروتازگی حاصل ہوئی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیسے اچھے ستارے ہیں مگر ان ستاروں کے بعد کیا ہوگا؟ میرے دماغ نے اس کا یہ جواب دیا کہ ان کے بعد اَور ستارے ہوں گے پھر میں نے کہا ان کے بعد کیا ہوگا؟ اسکا جواب بھی میرے دل نے یہی دیا کہ اسکے بعد اَور ستارے ہوں گے۔ پھر میرے دل نے کہا اچھا تو پھر اسکے بعد کیا ہوگا؟ میرے دماغ نے پھر یہی جواب دیا کہ ان کے بعد اَور ستارے ہوں گے۔ مَیں نے کہا اچھا تو پھر اسکے بعد کیا ہوگا؟ اس کا بھی وہی جواب میرے دل اور دماغ نے دیا کہ کچھ اور ستارے ہوں گے۔ تب میرے دل نے کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے اور تیسرے کے بعد چوتھے ستارے ہوں۔ کیا یہ سلسلہ کہیں ختم نہیں ہوگا۔ اگر ختم ہو گا تو اس کے بعد کیا ہوگا؟ یہی وہ سوال ہے جس کے متعلق اکثر لوگ حیران رہتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم جو کہتے ہیں کہ خدا غیر محدود ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ اور ہم جو کہتے ہیں کہ خدا ابدی ہے اسکے کیا معنی ہیں؟ آخر کوئی نہ کوئی

حد تو ہونی چاہیے۔ یہی سوال میرے دل میں ستاروں کے متعلق پیدا ہوا اور مَیں نے کہا کہ آخر یہ کہیں ختم بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر ہوتے ہیں تو اس کے بعد کیا ہے اور اگر ختم نہیں ہوتے تو یہ کیا سلسلہ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ جب میرا دماغ یہاں تک پہنچا تو میں نے کہا خدا کی ہستی کے متعلق محدود اور غیر محدود کا سوال بالکل لغو ہے۔ تم خدا تعالیٰ کو جانے دو ان ستاروں کے متعلق کیا کہو گے میری آنکھوں کے سامنے یہ پڑے ہیں۔ اگر ہم ان کو محدود کہتے ہیں تو محدود وہ ہوتا ہے جس کے بعد دوسری چیز شروع ہو جائے۔ پس سوال یہ ہے کہ اگر ایک یہ محدود ہیں تو ان کے بعد کیا ہے۔ پھر اگر وہ محدود ہے تو اس کے بعد کیا ہے اور اگر کہیں کہو کہ یہ غیر محدود ہیں تو اگر ستاروں کی غیر محدودیت کا انسان قائل ہو سکتا ہے تو خدا تعالیٰ کی غیر محدودیت کا کیوں قائل نہیں ہو سکتا؟ تب میرے دل نے کہا کہ ہاں واقع میں خدا موجود ہے کیونکہ اس نے قانون قدرت میں وہی اعتراض رکھ دیا ہے جو اس کی ذات پر پیدا ہوتا ہے اور اس نے بتا دیا ہے کہ تم مجھے غیر مرئی چیز سمجھ کر اگر یہ اعتراض کرتے ہو تو پھر وہ چیزیں جو تمہیں نظر آ رہی ہیں ان کے متعلق تمہارا کیا جواب ہے جبکہ وہی اعتراض جو تم مجھ پر کرتے ہو ان پر بھی عائد ہوتا ہے اور تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ تم خدا تعالیٰ کے متعلق تو بے تکلفی سے یہ کہہ دو گے کہ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ وہ غیر محدود ہے۔ دوسری جگہ آپؓ نے فرمایا کہ اس دلیل سے جب خدا تعالیٰ کا وجود مجھ پر ثابت ہو گیا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی مجھ پر واضح ہو گئی۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود، جلد 19، صفحہ 689 تا 692)

بہرحال یہ بھی اللہ تعالیٰ کا آپ کو علوم سے پُر کرنے کا ایک ثبوت ہے۔ ایک معمولی پڑھے ہوئے بچے کے دل میں اس طرح سوال پیدا کیے اور پھر خود راہنمائی بھی فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ حضرت مصلح موعودؓ کے بارے میں کیا خیالات رکھتے تھے، اس کا اظہار حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ آپؓ یہی سمجھتے تھے کہ یہ بچہ مصلح موعود ہو گا، مصلح موعود کا مصداق بنے گا۔ حضرت مصلح موعودؓ ایک دو واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ عرصہ ہوا جبکہ پہلے پہل مَیں نے چند ایک دوستوں کے ساتھ مل کر رسالہ تشحیذ الاذھان جاری کیا تھا۔ اس رسالے کو روشناس کرانے کیلئے جو مضمون میں نے لکھا جس میں اس کے اغراض و مقاصد بیان کیے گئے وہ جب شائع ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اس کی خاص تعریف کی اور عرض کیا کہ یہ مضمون اس قابل ہے کہ حضورؑ اسے ضرور پڑھیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسجد مبارک میں وہ رسالہ منگوایا اور غالباً مولوی محمد علی صاحب سے وہ مضمون پڑھوا کر سنا اور تعریف کی لیکن اس کے بعد جب میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا۔ پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے تعریف کر دی تھی لیکن بعد میں ذاتی طور پر پھر فرمایا کہ میاں تمہارا مضمون بہت اچھا تھا مگر میرا دل خوش نہیں ہوا اور فرمایا کہ ہمارے وطن میں ایک مثل مشہور ہے کہ اونٹ چالیس کا اور ٹوڈا بتالیس۔ یعنی ایک اونٹ کی قیمت کم ہے اور ٹوڈے کی، اس کے بچے کی اس سے دو روپے زیادہ ہے۔ تم نے یہ مثل پوری نہیں کی۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں میں تو اتنی پنجابی نہیں جانتا تھا۔ اس کا مطلب نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس لیے میرے چہرے پر حیرت کے آثار دیکھ کر حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا: شاید تم نے اس کا مطلب نہیں سمجھا۔ فرمایا کہ ہمارے علاقے کی مثال ہے کہ کوئی شخص اونٹ بیچ رہا تھا اور ساتھ اونٹ کا بچہ بھی تھا جسے اس علاقے میں ٹوڈا کہتے ہیں۔ کسی نے اس سے قیمت پوچھی تو اس نے کہا کہ اونٹ کی قیمت تو چالیس روپے ہے مگر ٹوڈے کی بیالیس روپے ہے۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ ٹوڈا اونٹ بھی ہے اور بچہ بھی ہے۔ اسی طرح تمہارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف براہین احمدیہ موجود تھی۔ جب یہ تصنیف کی گئی تو اس وقت آپؑ کے سامنے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کوئی ایسا اسلامی لٹریچر موجود نہ تھا مگر تمہارے سامنے یہ موجود تھی اور امید تھی کہ تم اس سے بڑھ کر کوئی چیز لاؤ گے، اس سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں ماموریں سے بڑھ کر علم تو کوئی کیا لا سکتا ہے۔ (یہ سوال نہیں تھا) سوائے اس کے کہ ان کے پوشیدہ خزانوں کو نکال نکال کر پیش کرتے رہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ بعد میں آنے والی نسلوں کا کام یہی ہوتا ہے کہ گذشتہ بنیاد کو اونچا کرتے رہیں۔

اب حضرت خلیفہ اولؓ آپ کی صحت کی حالت کو بھی جانتے تھے، علم کو بھی جانتے تھے۔ اسکے باوجود آپ کے بارے میں اتنے اعلیٰ خیالات رکھنا بتاتا ہے کہ یقیناً آپ سمجھتے تھے اور آپ کو پتہ تھا کہ یہ بچہ ایسا ہے۔ اور اس لڑکے میں اتنی صلاحیت ہے کہ یہ اعلیٰ ترین مضامین لکھ سکتا ہے۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسے آئندہ نسلیں اگر ذہنوں میں رکھیں خود بھی برکات اور فضل حاصل کر سکتی ہیں اور قوم کیلئے بھی برکات اور فضلوں کا موجب ہو سکتی ہیں مگر اپنے آبا سے آگے بڑھنے کی کوشش نیک باتوں میں ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ چور کا بچہ یہ کوشش کرے کہ باپ سے بڑھ کر چور ہو بلکہ یہ مطلب ہے کہ نمازی آدمی کی اولاد کوشش کرے کہ باپ سے بڑھ کر نمازی ہو۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود، جلد 3، صفحہ 484-485)

حضرت مصلح موعودؓ کی بچپن کی صحت کی حالت کا ایک واقعہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ آپؓ کی صحت کی حالت اور علمی حالت کا ایک اَور واقعہ ہے۔ دراصل یہ بھی حضرت خلیفہ اولؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپؓ سے محبت اور شفقت کا واقعہ ہے جو یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ آپؑ اس یقین پر قائم تھے کہ یہ بچہ مصلح موعود ہونے والا ہے۔

بہرحال حضرت مصلح موعودؓ اس واقعہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میری تعلیم کے سلسلہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ آپ چونکہ طبیب بھی تھے اور اِس بات کو جانتے تھے کہ میری صحت اِس قابل نہیں کہ میں کتاب کی طرف زیادہ دیر تک دیکھ سکوں۔ اِس لیے آپ کا طریق تھا کہ آپؓ مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور فرماتے میاں! میں پڑھتا جاتا ہوں تم سنتے جاؤ۔ پھر آپ اپنی صحت کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اِس کی وجہ یہ تھی کہ بچپن میں میری آنکھوں میں ککرے پڑ گئے تھے۔ پہلے بھی آنکھوں کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔ اور متواتر تین چار سال تک میری آنکھیں دکھتی رہیں اور ایسی شدید تکلیف ککروں کی وجہ سے پیدا ہو گئی کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ اِس کی بینائی ضائع ہو جائے گی۔ اِس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میری صحت کیلئے خاص طور پر دعائیں کرنی شروع کر دیں اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعودؑ نے میرے لیے روزے رکھنے شروع کر دیے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ آپؑ نے کتنے روزے رکھے۔ بہرحال تین یا سات روزے آپؑ نے رکھے۔ جب آخری روزے کی افطاری کرنے لگے اور روزہ کھولنے کیلئے منہ میں کوئی چیز ڈالی تو یکدم مَیں نے آنکھیں کھول دیں اور مَیں نے آواز دی کہ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب افطاری کرنے لگے تھے تو اس وقت حضرت مصلح موعود نے کہا میں نے آنکھیں کھولیں اور میں نے آنکھیں کھول کے کہا مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔ لیکن اِس بیماری کی شدت اور اِس کے متواتر حملوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری ایک آنکھ کی بینائی ماری گئی۔ اس کی تفصیل آپؓ بیان کرتے ہیں کہ چنانچہ میری بائیں آنکھ میں بینائی نہیں ہے۔ میں رستہ تو دیکھ سکتا ہوں مگر اس سے کتاب نہیں پڑھ سکتا۔ دو چار فٹ پر اگر کوئی ایسا آدمی بیٹھا ہو جو میرا جانا پہچانا ہوا ہو تو میں اس کو دیکھ کر پہچان سکتا ہوں لیکن اگر کوئی بے پہچانا بیٹھا ہو تو مجھے اس کی شکل نظر نہیں آ سکتی۔ صرف دائیں آنکھ کام کرتی ہے مگر اس میں بھی ککرے پڑ گئے اور وہ ایسے شدید ہو گئے کہ کئی کئی راتیں میں جاگ کر کاٹا کرتا تھا۔ تو یہ صحت کی حالت ہے اور پھر دیکھیں آپؓ کے علمی کام۔ کس طرح خدا تعالیٰ کی تائیدات نے آپؓ کو نوازا۔

بہرحال آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے استادوں سے کہہ دیا تھا کہ پڑھائی اِس کی مرضی پر ہو گی۔ یہ جتنا پڑھنا چاہے پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو اِس پر زور نہ دیا جائے کیونکہ اِس کی صحت اِس قابل نہیں کہ یہ پڑھائی کا بوجھ برداشت کر سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا مجھے صرف یہی فرماتے تھے کہ تم قرآن کا ترجمہ اور بخاری حضرت مولوی صاحب سے پڑھ لو یعنی حضرت خلیفہ اولؓ سے پڑھ لو۔ اِس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ طب بھی پڑھ لو کیونکہ یہ ہمارا خاندانی فن ہے۔

بہرحال آپؓ فرماتے ہیں غرض اِس رنگ میں میری تعلیم ہوئی اور میں درحقیقت مجبور بھی تھا کیونکہ بچپن میں علاوہ آنکھوں کی تکلیف کے مجھے جگر کی خرابی کا بھی مرض تھا۔ بے شمار بیماریاں تھیں۔ چھ چھ مہینے مونگ کی دال کا پانی یا ساگ کا پانی مجھے دیا جاتا رہا۔ پھر اسکے ساتھ تلی بھی بڑھ گئی تھی۔ ریڈ آئیوڈائیڈ آف مرکری (MERCURY) کی تلی کے مقام پر مالش کی جاتی تھی۔ اِسی طرح گلے پر اِس کی مالش کی جاتی کیونکہ مجھے خنازیر کی بھی شکایت تھی۔ غرض آنکھوں میں ککرے، جگر کی خرابی، عظم طحال (تلی کی بیماری) کی شکایت پھر اِس کے ساتھ بخار کا شروع ہونا جو چھ چھ مہینے تک نہ اترتا اور میری پڑھائی کے متعلق بزرگوں کا فیصلہ کر دینا کہ یہ جتنا پڑھنا چاہے پڑھ لے اِس پر زیادہ زور نہ دیا جائے۔ اِن حالات سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میری تعلیمی قابلیت کا کیا حال ہو گا۔

ایک دفعہ ہمارے نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا اردو کا امتحان لیا۔ فرمایا کہ اب بھی میرا خط اچھا نہیں ہے مگر اس زمانہ میں میرا اتنا بدخط تھا کہ پڑھا ہی نہیں جاتا تھا کہ میں نے کیا لکھا ہے۔ انہوں نے بڑی کوشش کی کہ پتا لگائیں میں نے کیا لکھا ہے مگر انہیں کچھ پتا نہ چلا۔ میر صاحب کی طبیعت میں بڑی تیزی تھی۔ غصہ میں فوراً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ میں بھی اتفاقاً اس وقت گھر میں ہی تھا۔ ہم تو پہلے ہی ان کی طبیعت سے ڈرا کرتے تھے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں نانا تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت لے کر پہنچے تو اَور بھی ڈر پیدا ہوا کہ اب نہ معلوم کیا ہو۔ خیر میر صاحب آ گئے اور حضرت صاحبؑ سے کہنے لگے کہ محمود کی تعلیم کی طرف آپ کو ذرا بھی توجہ نہیں ہے۔ میں نے اِس کا اردو کا امتحان لیا تھا۔ آپ ذرا پرچہ تو دیکھیں اِس کا اتنا برا خط ہے کہ کوئی بھی یہ خط نہیں پڑھ سکتا۔ پھر اِسی جوش کی حالت میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہنے لگے آپ بالکل پروا نہیں کرتے اور لڑکے کی عمر برباد ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب میر صاحب کو اِس طرح جوش کی حالت میں دیکھا تو فرمایا بلاؤ مولوی صاحب کو۔ جب آپ کو کوئی مشکل درپیش آتی تو آپ ہمیشہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا لیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفہ اول کو مجھ سے بڑی محبت تھی۔ آپ تشریف لائے اور حسب معمول سر نیچے ڈال کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مولوی صاحب میں نے آپ کو اِس غرض کیلئے بلایا ہے کہ میر صاحب کہتے ہیں کہ محمود کا لکھا ہوا پڑھا نہیں جاتا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اِس کا امتحان لے لیا جائے۔ یہ کہتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قلم اٹھائی اور دو تین سطر میں ایک عبارت لکھ کر مجھے دی اور فرمایا اِس کو نقل کرو۔ بس یہ امتحان تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیا۔ میں نے بڑی احتیاط سے اور بڑی سوچ سمجھ کر اس کو نقل کر دیا۔ اول تو وہ عبارت کوئی زیادہ لمبی نہیں تھی۔ دوسرے میں نے صرف نقل کرنا تھا اور نقل کرنے میں تو اَور بھی آسانی ہوتی ہے کیونکہ اصل چیز سامنے ہوتی ہے اور پھر مَیں نے آہستہ آہستہ نقل کیا۔ الف اور با وغیرہ احتیاط سے ڈالے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو فرمانے لگے مجھے تو میر صاحب کی بات سے بڑا فکر پیدا ہو گیا تھا مگر اِس کا خط تو میرے خط کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول تو پہلے ہی میرے حق میں تھے اور میری تائید میں ادھار کھائے بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے کہ حضور! میر صاحب کو یونہی جوش آ گیا ورنہ اِس کا خط تو بڑا اچھا ہے۔ تو یہ حالات تھے میرے۔ کہتے ہیں ایسے حالات میں دیکھ لو کہ میں نے ظاہری علم کیا حاصل کرنا تھا۔

پھر اپنی تعلیمی قابلیت کے بارے میں ایک موقع پر آپؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اولؓ مجھے فرمایا کرتے تھے کہ میاں! تمہاری صحت ایسی نہیں کہ تم خود پڑھ سکو۔ میرے پاس آجایا کرو۔ میں پڑھتا جاؤں گا اور تم سنتے رہا کرو۔ چنانچہ انہوں نے زور دے دے کر پہلے قرآن پڑھایا پھر بخاری پڑھا دی۔ یہ نہیں کہ آپؓ نے آہستہ آہستہ مجھے قرآن پڑھایا بلکہ آپؓ کا طریق یہ تھا کہ آپ قرآن پڑھتے جاتے اور ساتھ ساتھ اِس کا ترجمہ کرتے جاتے۔ کوئی بات ضروری سمجھتے تو بتا دیتے ورنہ جلدی جلدی پڑھاتے جاتے۔ آپؓ نے تین مہینہ میں مجھے سارا قرآن پڑھا دیا۔ اِس کے بعد پھر کچھ ناغے ہونے لگ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد آپؓ نے پھر مجھے کہا کہ میاں! مجھ سے بخاری تو پوری پڑھ لو۔ فرماتے ہیں کہ دراصل میں نے آپؓ کو بتا دیا تھا یعنی خلیفہ اول کو بتا دیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب سے قرآن اور بخاری پڑھ لو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی مَیں نے آپؓ سے قرآن اور بخاری پڑھنی شروع کر دی تھی گو ناغے ہوتے رہے۔ اِسی طرح طب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت کے ماتحت میں نے آپؓ سے شروع کر دی تھی۔

بہرحال فرماتے ہیں کہ غرض مَیں نے آپؓ سے طب بھی پڑھی اور قرآن کریم کی تفسیر بھی۔ قرآن کریم کی تفسیر آپؓ نے دو مہینے میں ختم کرا دی۔ آپؓ مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور کبھی نصف اور کبھی پورا پورا پارہ ترجمہ سے پڑھ کر سنا دیتے۔ کسی کسی آیت کی تفسیر بھی کر دیتے۔ اِسی طرح بخاری آپؓ نے دو تین مہینہ میں مجھے ختم کرا دی۔ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں آپؓ نے سارے قرآن کا درس دیا تو اس میں بھی میں شریک ہو گیا۔ چند عربی کے رسالے بھی مجھے آپؓ سے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ غرض یہ میری علمیت تھی۔

(ماخوذ از الموعود، انوار العلوم، جلد 17، صفحہ 532 تا 537)

اپنی پہلی تقریر اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی پسندیدگی کا اظہار اسکے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک استاد تھے میں نے ان کو دیکھا ہے کہ جب میں درس دیتا تو وہ باقاعدہ میرے درس میں شامل ہوتے تھے لیکن اس کے مقابلے میں میرے ایک اَور استاد تھے۔ جب کبھی وہ درس دے رہے ہوتے تو پہلے صاحب مسجد میں آکر انہیں درس دیتے ہوئے دیکھتے تو چلے جاتے اور کہتے کہ اس کی باتیں کیا سننی ہیں یہ تو سنی ہوئی ہیں۔ مگر میرے درس میں باوجود اس کے کہ میں ان کا شاگرد تھا بوجہ اس کے کہ مجھ پر حسن ظنی رکھتے تھے ضرور شامل ہوتے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اس کے درس میں اس لیے شامل ہوتا ہوں کہ اسکے ذریعہ قرآن کریم کے بعض نئے مطالب مجھے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ بعض لوگوں پر چھوٹی عمر میں ہی ایسے علوم کھول دیے جاتے ہیں جو دوسروں کے وہم اور گمان میں بھی نہیں ہوتے۔ دراصل بات تو یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو مصلح موعود کا مصداق بنانا تھا اس لیے خود ہی تعلیم بھی دے رہا تھا۔ بہرحال آپ فرماتے ہیں کہ اسی مسجد میں غالباً مسجد اقصیٰ کی بات ہے 1907ء میں سب سے پہلی دفعہ میں نے پبلک تقریر کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا، وفات سے ایک سال پہلے کا واقعہ ہے۔ جلسہ کا موقع تھا۔ بہت سے لوگ جمع تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ میں نے سورت لقمان کا دوسرا رکوع پڑھا اور پھر اس کی تفسیر بیان کی۔ میری اپنی حالت اس وقت یہ تھی کہ جب میں کھڑا ہوا تو چونکہ اس سے پہلے میں نے پبلک میں کبھی لیکچر نہیں دیا تھا اور میری عمر بھی اس وقت صرف اٹھارہ سال کی تھی۔ پھر اس وقت حضرت خلیفہ اولؓ بھی موجود تھے اور انجمن کے ممبران بھی تھے اور بہت سے اَور دوست بھی آئے ہوئے تھے اس لیے میری آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اس وقت مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے سامنے کون بیٹھا ہے اور کون نہیں۔ تقریر آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ جاری رہی۔ جب میں تقریر ختم کر کے بیٹھا تو مجھے یاد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ میاں! میں تم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تم نے ایسی اعلیٰ تقریر کی۔ میں تمہیں خوش کرنے کیلئے نہیں کہہ رہا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ واقعی اچھی تھی۔ (ماخوذ از خطباتِ محمود، جلد 22، صفحہ 472-473)

پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم سے ایسا پُر کیا کہ آپ کی باون سالہ زندگی اس پر گواہ ہے کہ چاہے وہ دینی مضامین کا سوال ہو یا کسی دنیاوی مضمون کا، جب بھی آپ کو کسی موضوع پر لکھنے اور بولنے کا کہا گیا آپ نے علم و عرفان کے دریا بہا دیے۔

بے شمار موقعوں پر آپ کی تقاریر کو غیروں نے بھی بے حد سراہا اور یہ بھی ریکارڈ میں موجود ہے اور برملا پبلک کے سامنے ان کی تعریف کی۔ اخباروں نے بھی خبریں جمائیں اور اس بات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ بہرحال آپ کا لٹریچر اور خطبات ایک قیمتی خزانہ ہیں ہزاروں صفحات میں شاید لاکھ کے قریب صفحات ہوں گے۔ اب انگریزی میں بھی اور دوسری زبانوں میں بھی یہ ترجمہ ہو رہا ہے۔ ہمارا بھی کام ہے کہ اس سے استفادہ کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ٹھہراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم سے وہ پیشگوئی جس کے پورا ہونے کا ایک لمبے عرصہ سے انتظار کیا جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنے الہام اور اعلام کے ذریعہ سے مجھے بتا دیا ہے کہ وہ پیشگوئی میرے وجود میں پوری ہو چکی ہے اور اب دشمنانِ اسلام پر خدا تعالیٰ نے کامل حجت کر دی ہے اور ان پر یہ امر واضح کر دیا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا سچا مذہب، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سچے رسول اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سچے فرستادہ ہیں۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو اسلام کو جھوٹا کہتے ہیں۔ کاذب ہیں وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب کہتے ہیں۔ خدا نے اِس عظیم الشان پیشگوئی کے ذریعہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

بھلا کس شخص کی طاقت تھی کہ وہ 1886 میں آج سے پورے اٹھاون سال قبل“ جب آپ بیان کر رہے ہیں اس وقت اٹھاون سال ہو چکے تھے ”اپنی طرف سے یہ خبر دے سکتا کہ اس کے ہاں نو سال کے عرصہ میں ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا، وہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا میں پھیلائے گا، وہ علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کی قربت اور اس کی رحمت کا وہ ایک زندہ نشان ہو گا۔ یہ خبر دنیا کا کوئی انسان اپنے پاس سے نہیں دے سکتا تھا۔ خدا نے یہ خبر دی اور پھر اسی خدا نے اِس خبر کو پورا کیا۔ اس انسان کے ذریعہ جس کے متعلق ڈاکٹر یہ امید نہیں۔“ اس انسان کے ذریعہ اس کو پورا کیا جس کے متعلق ڈاکٹر یہ امید نہیں ”رکھتے تھے کہ وہ زندہ رہے گا یا لمبی عمر پائے گا۔“

پھر اپنی صحت کے بارے میں بتایا ہے کہ ”میری صحت بچپن میں ایسی خراب تھی کہ ایک موقع پر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے میرے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہہ دیا کہ اِسے سِل ہو گئی ہے کسی پہاڑی مقام پر اِسے بھجوا دیا جائے۔“ ٹی بی کی وجہ سے۔ ”چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے شملہ بھجوا دیا مگر وہاں جا کر میں اداس ہو گیا اور اِس وجہ سے جلدی ہی واپس آ گیا۔“ فرمایا کہ ”غرض ایسا انسان جس کی صحت کبھی ایک دن بھی اچھی نہیں ہوئی اُس انسان کو خدا نے زندہ رکھا اور اِس لئے زندہ رکھا کہ اس کے ذریعہ اپنی پیشگوئیوں کو پورا کرے اور اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ثبوت لوگوں کے سامنے مہیا کرے۔ پھر مَیں وہ شخص تھا جسے علومِ ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کیلئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آ سکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا، وہ چشمہ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اِس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسے قرآن سکھایا گیا ہے تو مَیں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوں۔“ لیکن کوئی نہیں آیا مقابلہ پر۔ ”لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔

خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اِس زمانہ میں اُس نے قرآن سکھانے کیلئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اِس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔“

اور آپؓ نے اس کام کو کیا۔ آپؓ کے زمانے میں بے شمار تراجم قرآن کریم کے شائع ہوئے۔ بے شمار تو نہیں کافی حد تک شائع ہوئے اور پھر اسی کام کو اب تک آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ آپؓ کی زندگی میں سترہ اٹھارہ زبانوں میں ترجمے ہو گئے تھے۔ اسی طرح اسلام کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک آپؓ کے زمانے میں پہنچی۔

فرمایا کہ ”دنیا زور لگا لے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے۔ عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مِل جائیں۔ یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اِس مقصد میں ناکام کرنے کیلئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اِس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے۔“

(الموعود، انوار العلوم، جلد 17، صفحہ 613-614)

پس یہ پیشگوئی تو پوری ہوئی۔ آپؓ نے اپنا دَور بھی گزارا لیکن پیشگوئی کے جو الفاظ ہیں یہ اس وقت تک قائم ہیں اور یہ ان شاء اللہ اس وقت تک قائم رہیں گے اور یہ چلتی چلی جائے گی جب تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن پورا نہ ہو جائے اور اسلام کا جھنڈا تمام دنیا میں نہ لہرانے لگ جائے۔ پس ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اس پیشگوئی پر ہمارے جلسے اور اس کو یاد رکھنا تبھی فائدہ مند ہے جب ہم اس مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور وقار کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور دنیا پر اسلام کی سچائی ظاہر کر کے سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لے کر آنا ہے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے سوا اَور کوئی نہیں جس کے ذریعہ سے اسلام کا جھنڈا دنیا میں دوبارہ لہرائے اور دنیا میں اسلام پھیلے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کام کے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ (الانفال:10)

ترجمہ: (یاد کرو) جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا (اس وعدہ کے ساتھ) کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔

طالبِ دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

خطبہ جمعہ

”بخدا اللہ تعالیٰ تجھ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ تیری موت سے دنیا کو وہ نقصان پہنچا ہے جو کسی نبی کی موت سے نہیں پہنچا تھا۔ تیری ذات صفت سے بالا ہے اور تیری شان وہ ہے کہ کوئی ماتم تیری جدائی کے صدمے کو کم نہیں کرسکتا۔ اگر تیری موت کا روکنا ہماری طاقت میں ہوتا تو ہم سب اپنی جانیں دے کر تیری موت کو روک دیتے۔“

(آنحضورؐ کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پاکیزہ ردّعمل)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

اللہ اور مسلمان یہ بات ناپسند کرتے ہیں کہ ابوبکر کے علاوہ کوئی اَور نماز پڑھائے (الحدیث)

اللہ کی قسم! ایسا معلوم ہوا کہ گویا لوگ اس وقت تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے وہ آیت پڑھی جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت نازل بھی کی تھی

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس امت پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا شکر نہیں ہوسکتا۔
اگر وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد نبوی میں اکٹھے کرکے یہ آیت نہ سناتے کہ تمام گزشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں تو یہ امت ہلاک ہو جاتی“ (حضرت مسیح موعودؑ)

امیر ہم میں ہوں گے اور تم وزیر۔ ہر اہم معاملے میں تم سے مشورہ لیا جائے گا اور تمہارے بغیر اہم معاملات کے متعلق فیصلہ نہیں کریں گے

دنیا کے موجودہ حالات میں احمدیوں کو دعاؤں کی تحریک

خدا کرے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں اور اپنی دنیاوی خواہشات کی تسکین کیلئے انسانوں کی جانوں سے نہ کھیلیں

محترم خوشی محمد صاحب شاکر مربی سلسلہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25 رفروری 2022ء بمطابق 25 رتبلیغ 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو رہا تھا اس میں حجۃ الوداع کے موقع پر اس طرح درج ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کیلئے دس ہجری جمعرات کے دن جبکہ ذیقعدہ کے چھ دن باقی تھے روانہ ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپؐ ہفتہ کے دن روانہ ہوئے۔

(السیرۃ الحلبیۃ، جلد 3، صفحہ 361، باب حجۃ الوداع، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

بہرحال اس میں ایک روایت آتی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! میرے پاس ایک اونٹ ہے ہم اس پر اپنا زادِ راہ لاد لیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا ہی کرلو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ دونوں کے سامان کیلئے ایک ہی اونٹ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ آٹے اور کچھ ستو کا زادِ راہ بنوایا اور حضرت ابوبکرؓ کے اونٹ پر رکھ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسے اپنے غلام کے سپرد کر دیا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیلئے نکلے۔ جب ہم عَرْج مقام پر تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اترے اور ہم بھی اترے تو عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پہلو میں بیٹھ گئیں اور میں اپنے والد کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کا سامان اکٹھا ایک اونٹ پر تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے جو حضرت ابوبکرؓ کے غلام کے پاس تھا۔ حضرت ابوبکرؓ انتظار کرنے لگے کہ وہ آ جائے۔ وہ غلام آ گیا مگر اس کا اونٹ اس کے ساتھ نہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا تمہارا اونٹ کہاں ہے۔ اس نے کہا گذشتہ رات سے میں اسے گم کر چکا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ ایک ہی اونٹ تھا وہ بھی تم نے گم کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ اسے مارنے کیلئے اٹھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرما رہے تھے اور فرمانے لگے اس مُحْرِم کو دیکھو یہ کیا کر رہا ہے؟ اِبنِ اَبِی رِزْمَہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زائد نہیں کہا کہ اس مُحْرِم کو دیکھو کیا کرنے لگا ہے اور آپؐ تبسم فرمانے لگے۔

(ماخوذ از سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 7، صفحہ 12-13، فی حسن خلقہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)(ماخوذ از سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب المحرم یؤدب غلامہ، حدیث 1818)

بہرحال جب بعض صحابہ کو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زادِ راہ گم ہو گیا ہے تو وہ حَیس لے کر آئے۔ حَیس ایک عمدہ حلوہ ہے جو کھجور اور آٹے اور مکھن سے تیار کیا جاتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ جو اپنے غلام پر غصہ کر رہے تھے ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! نرمی اختیار کرو۔ یہ معاملہ نہ تمہارے اختیار میں ہے اور نہ ہمارے۔ اس غلام کی کوشش تو یقیناً یہی رہی ہوگی کہ اونٹ گم نہ ہو لیکن گم ہو گیا۔ بہرحال آپؐ نے فرمایا کہ یہ لو، یہ ہمارے لیے ایک پاکیزہ غذا آ گئی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہے اور اس غلام کے ساتھ ہمارا جو کھانا تھا یہ اس کا بدل ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی وہ کھانا کھایا اور ان لوگوں نے بھی کھایا جو ان دونوں کے ساتھ کھایا کرتے تھے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت صَفْوَان بن مُعَطَّلؓ پہنچے۔ ان کی ذمہ داری قافلے کے پیچھے چلنے کی تھی۔ ان کے سپرد یہی کام تھا جیسا کہ افک کے واقعہ میں بھی بیان ہو چکا ہے کہ پیچھے سے دیکھتے تھے کوئی چیز رہ تو نہیں گئی۔ حضرت صَفْوَانؓ آئے تو اونٹ ان کے ساتھ تھا اور اس پر زادِ راہ بھی موجود تھا۔ انہوں نے اونٹ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑاؤ کے دروازے پر لاکر بٹھایا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے فرمایا۔ دیکھو تمہارے سامان میں سے کچھ گُم تو نہیں ہوا؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا سوائے ایک پیالے کے جس میں ہم پانی پیا کرتے تھے کوئی چیز گُم نہیں ہوئی۔ اسی وقت غلام نے کہا کہ وہ پیالہ میرے پاس پہلے ہی موجود ہے۔

(السیرۃ الحلبیۃ، جلد 3، صفحہ 365، باب حجۃ الوداع، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)(فرہنگ سیرت، صفحہ 110، زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیلئے نکلے اور آپؓ کے ساتھ آپؓ کی اہلیہ اسماء بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ پس جب وہ لوگ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو وہاں اسماء کے ہاں محمد بن ابوبکر کی پیدائش ہوئی۔ ذُوالحُلَیْفَہ مدینہ سے چھ سات میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے۔ بہرحال حضرت ابوبکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی کہ اس طرح پیدائش ہوئی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو ارشاد فرمایا کہ اسماء کو کہیں کہ غسل کرلیں۔ پھر حج کا احرام باندھ لیں اور سب کام کریں جو دوسرے لوگ یعنی حاجی کرتے ہیں سوائے اس کے کہ وہ بیت اللہ کا طواف نہ کریں۔ (سنن النسائی، کتاب مناسک الحج، باب الغسل للِاِھلال، حدیث 2664)(معجم البلدان، جلد 2، صفحہ 339 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی عُسْفَان سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا اے ابوبکر! یہ کون سی وادی ہے؟ ابوبکرؓ نے جواب دیا یہ وادیٔ عُسْفَان ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہاں سے حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ دو سرخ اونٹوں پر سوار جن کی مہار کھجور کی چھال کی تھی چوغہ پہنے ہوئے اور اوپر سفید اور کالی نقش دار چادر اوڑھے ہوئے تلبیہ کہتے ہوئے بیت العتیق کے حج کیلئے گزرے تھے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 8، صفحہ 461، فی سیاق حجۃ الوداع، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

حجۃ الوداع کے سفر میں جن لوگوں کے ساتھ قربانی کے جانور تھے ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی شامل تھے۔(السیرۃ الحلبیۃ، جلد3، صفحہ 369، باب حجۃ الوداع، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں دیکھا کہ سُہَیل بن عَمرو ذبح کرنے کی جگہ پر کھڑے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح کیا۔ پھر سر مونڈنے والے کو بلایا اور اپنے بال منڈوائے۔ کہتے ہیں کہ میں نے سُہَیل کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اپنی آنکھوں سے لگا رہا تھا۔ کہتے ہیں اس وقت مجھے یاد آ گیا کہ یہی سُہَیل صلح حدیبیہ کے وقت آپ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے سے روک رہا تھا جو معاہدے پہ لکھی جانی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی جس نے سُہَیل کو اسلام کی طرف ہدایت دی۔(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد5، صفحہ 64، فی غزوۃ الحدیبیہ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) اور پھر جب ہدایت دی تو پھر اخلاص و وفا میں بے انتہا بڑھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری کے دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نمازیں پڑھانے کے بارے میں آتا ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے عرض کیا: حضرت ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہ سکیں گے۔ اس لیے آپؐ حضرت عمرؓ کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نمازیں پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں مَیں نے پھر حضرت حفصہؓ سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہیں سکیں گے۔ اس لیے آپؐ حضرت عمرؓ سے کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ حضرت حفصہؓ نے ایسا ہی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے کہ خاموش رہو۔ تم تو یوسف والی عورتیں ہو۔ ابوبکرؓ سے کہو وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ، حدیث 679)

وفات سے قبل جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے تو حضرت ابوبکرؓ کی غیر موجودگی میں حضرت بلالؓ نے حضرت عمرؓ کو نماز پڑھانے کیلئے کہہ دیا۔ جب حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمرؓ کی آواز پہنچی تو آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان یہ بات ناپسند کرتے ہیں کہ ابوبکر کے علاوہ کوئی اَور نماز پڑھائے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو بلایا گیا تو وہ اس وقت پہنچے جب حضرت عمرؓ نماز پڑھا چکے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے دوران اور آپؐ کی وفات تک حضرت ابوبکرؓ ہی نماز پڑھاتے رہے۔

(ماخوذ از الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد3، صفحہ 97، 96، حرف العین، مکتبہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2002ء)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس لیے وہ انہیں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ عروہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں کچھ تخفیف محسوس کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر مسجد میں تشریف لائے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ آگے کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو دیکھا تو پیچھے ہٹے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر ہی رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے برابر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے اور لوگ حضرت ابوبکرؓ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من قام الی جنب الامام لعلۃ ...... حدیث 683)

یہ بخاری کی روایت ہے۔ صحیح بخاری میں ہی ایک اَور روایت اس طرح ہے۔ حضرت انس بن مالک انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپؐ کی وفات ہوگئی لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے یہاں تک کہ جب پیر کا دن ہوا اور وہ نماز میں صفوں میں تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ اٹھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دیکھ رہے تھے اور آپؐ کھڑے ہوئے تھے۔ گویا کہ آپؐ کا چہرۂ مبارک قرآن مجید کا ورق تھا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر تبسم فرمایا اور ہمیں خیال ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی وجہ سے ہم خوشی سے آزمائش میں پڑ جائیں گے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹے تا وہ صف میں مل جائیں اور وہ سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے باہر تشریف لا رہے ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرما کر یہی کہا کہ اپنی نماز پوری کرواور پردہ ڈال دیا اور آپؐ اسی دن فوت ہو گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ، حدیث 680)

حضرت مصلح موعودؓ پہلی روایت کے مطابق ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو بوجہ سخت ضعف کے نماز پڑھانے پر قادر نہ تھے اس لیے آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھانی شروع کی تو آپؐ نے کچھ آرام محسوس کیا اور نماز کیلئے نکلے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دینے کے بعد جب نماز شروع ہوگئی تو آپؐ نے مرض میں کچھ خفت محسوس کی۔ پس آپؐ نکلے کہ دو آدمی آپؐ کو سہارا دے کر لے جا رہے تھے۔‘‘ کہتی ہیں کہ ’’اور اس وقت میری آنکھوں کے سامنے وہ نظارہ ہے کہ شدت درد کی وجہ سے آپؐ کے قدم زمین سے چھوتے جاتے تھے۔ آپؐ کو دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ نے ارادہ کیا کہ پیچھے ہٹ آئیں۔ اس ارادہ کو معلوم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو۔ پھر آپؐ کو وہاں لایا گیا اور آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ اس کے بعد رسول کریمؐ نے نماز پڑھنی شروع کی اور حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کی اور باقی لوگ حضرت ابوبکرؓ کی نماز کی اتباع کرنے لگے۔‘‘

(سیرۃ النبیؐ، انوار العلوم، جلد1، صفحہ 506-507)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں ایک جگہ اس طرح عُروہ بن زُبیر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور حضرت ابوبکرؓ اس وقت سُنح میں تھے یعنی سُنح مضافات میں ایک گاؤں ہے۔ یہ خبر سن کر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچی تو حضرت ابوبکرؓ تو وہاں تھے نہیں حضرت عمرؓ موجود تھے وہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! میرے دل میں یہی بات آئی تھی کہ اللہ آپؐ کو ضرور ضرور اٹھائے گا تا بعض آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آ گئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا اور آپؐ کو بوسہ دیا اور کہنے لگے میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ آپؐ زندگی میں بھی اور موت کے وقت بھی پاک و صاف ہیں۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ آپؐ کو کبھی دو موتیں نہیں دکھائے گا۔ یہ کہہ کر حضرت ابوبکرؓ باہر چلے گئے اور کہنے لگے اے قسم کھانے والے! ٹھہر جا۔ یعنی حضرت عمرؓ کو کہا کہ ٹھہر جاؤ۔ جب حضرت ابوبکرؓ بولنے لگے تو حضرت عمرؓ بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حمد و ثنا بیان کی اور کہا۔ أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ۔ دیکھو! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوجتا تھا سن لے کہ محمد تو یقیناً فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ کو پوجتا تھا اسے یاد رہے کہ اللہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اور حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: 31) تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (آل عمران: 145) کہ محمد صرف ایک رسول ہیں آپ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں تو پھر کیا اگر آپ فوت ہو جائیں یا قتل کیے جائیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور جو کوئی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہ پہنچا سکے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر لوگ اتنا روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ لو کنت متخذا خلیلا، حدیث 3668-3667)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ایسا معلوم ہوا کہ گویا لوگ اس وقت تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے وہ آیت پڑھی جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل کی تھی۔ گویا تمام لوگوں نے ان سے یہ آیت سیکھی۔ پھر لوگوں میں سے جس آدمی کو بھی میں نے سنا یہی آیت پڑھ رہا تھا۔ راوی کہتے ہیں۔ سعید بن مُسَیَّب نے مجھے بتایا کہ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کی قسم! جونہی میں نے ابوبکر کو یہ آیت پڑھتے سنا میں اس قدر گھبرایا کہ دہشت کے مارے میرے پاؤں مجھے سنبھال نہ سکے اور میں زمین پر گر گیا۔ جب میں نے حضرت ابوبکرؓ کو یہ آیت پڑھتے سنا تو میں نے جان لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ، حدیث 4454)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کے پاس سے گزرے اس حال میں کہ حضرت عمرؓ یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے اور اس وقت تک فوت نہیں ہوں گے جب تک کہ اللہ منافقوں کو قتل نہ کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ وہ یعنی صحابہ یہ سن کر خوشی کا اظہار کرتے تھے اور اپنے سروں کو اٹھاتے تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اے شخص! یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاد نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے یعنی صدقِ دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ ردّ نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔

(ترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی ﷺ

جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ کو مخاطب کیا اور کہا یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ کیا تُو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: 31) تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں اور یہ بھی کہ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ (الانبیاء: 35) اور ہم نے کسی بشر کو تجھ سے پہلے ہیشگی عطا نہیں کی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ منبر پر تشریف لائے اور خطاب کیا۔ بہرحال اس حدیث کی تشریح میں ابوعبداللہ قرطبی بیان کرتے ہیں کہ اس بات میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شجاعت پر بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ شجاعت کی انتہا یہ ہے کہ مصائب کے نازل ہونے کے وقت دل کا ثابت قدم رہنا اور مسلمانوں پہ اس وقت کوئی مصیبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی مصیبت سے بڑھ کر نہ تھی۔ پس اس وقت آپؓ کی شجاعت اور علم ظاہر ہوا۔ (المواھب اللدنیۃ، جزء4، صفحہ 547، المکتب الاسلامی 2004ء)

دونوں ہی ظاہر ہوئے۔ بہادری بھی ظاہر ہوئی کہ صدمہ کو برداشت کیا اور قرآن کریم کی آیت کی جو تشریح کی اس سے علم بھی ظاہر ہوا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”کتبِ احادیث اور تواریخ میں یہ روایت درج ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صحابہؓ پر اس قدر اثر ہوا کہ وہ گھبرا گئے اور بعض سے تو بولا بھی نہ جاتا تھا اور بعض سے چلا بھی نہ جاتا تھا اور بعض اپنے حواس اور اپنی عقل کو قابو میں نہ رکھ سکے اور بعض پر تو اس صدمہ کا ایسا اثر ہوا کہ وہ چند دن میں گھل گھل کر فوت ہو گئے۔ حضرت عمرؓ پر اس صدمہ کا اس قدر اثر ہوا کہ آپؓ نے حضورؐ کی وفات کی خبر کو باور ہی نہ کیا اور تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ آپؐ تو موسیٰ علیہ السلام کی طرح بلائے گئے ہیں۔ جس طرح وہ چالیس دن کے بعد واپس آ گئے تھے اسی طرح آپؐ کچھ عرصہ کے بعد واپس تشریف لائیں گے اور جو لوگ آپؐ پر الزام لگانے والے ہیں اور منافق ہیں ان کو قتل کریں گے اور صلیب دیں گے اور اس قدر جوش سے آپؓ اس دعوے پر مصر تھے کہ صحابہؓ میں سے کسی کو طاقت نہ ہوئی کہ آپؓ کی بات کو ردّ کرتا۔ اور آپؓ“ حضرت عمرؓ ”کے اس جوش کو دیکھ کر بعض لوگوں کو تو یقین ہو گیا کہ یہی بات درست ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے اور ان کے چہروں پر خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اور یا تو سر ڈالے بیٹھے تھے یا خوشی سے انہوں نے سر اٹھا لئے۔ اس حالت کو دیکھ کر بعض دوراندیش صحابہؓ نے ایک صحابی کو دوڑایا کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو اس وجہ سے کہ درمیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کچھ اچھی ہو گئی تھی آپؐ کی اجازت سے مدینہ کے پاس ہی ایک گاؤں کی طرف گئے ہوئے تھے جلد لے آئیں“ واپس بلا لائیں۔ بہرحال ”وہ چلے ہی تھے کہ حضرت ابوبکرؓ ان کو مل گئے۔“ واپس آ رہے تھے ”ان کو دیکھتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے“ ان صحابی کے جو اطلاع دینے جا رہے تھے ”اور جوش گریہ کو ضبط نہ کر سکے۔ حضرت ابوبکرؓ سمجھ گئے کہ کیا معاملہ ہے اور ان صحابی سے پوچھا کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جو شخص کہے گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں مَیں اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں گا۔ اس پر آپؓ“ حضرت ابوبکرؓ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر جو چادر پڑی تھی اسے ہٹا کر دیکھا اور معلوم کیا کہ آپؐ فی الواقعہ فوت ہو چکے ہیں۔ اپنے محبوب کی جدائی کے صدمے سے ان کے آنسو جاری ہو گئے اور نیچے جھک کر آپؐ کی پیشانی پر“ حضرت ابوبکرؓ نے ”بوسہ دیا اور کہا کہ بخدا اللہ تعالیٰ تجھ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ تیری موت سے دنیا کو وہ نقصان پہنچا ہے جو کسی نبی کی موت سے نہیں پہنچا تھا۔ تیری ذات صفت سے بالا ہے اور تیری شان وہ ہے کہ کوئی ماتم تیری جدائی کے صدمے کو کم نہیں کر سکتا۔ اگر تیری موت کا روکنا ہماری طاقت میں ہوتا تو ہم سب اپنی جانیں دے کر تیری موت کو روک دیتے۔

یہ کہہ کر کپڑا پھر آپؐ کے اوپر ڈال دیا اور اس جگہ کی طرف آئے جہاں حضرت عمرؓ صحابہؓ کا حلقہ بنائے بیٹھے تھے اور ان سے کہہ رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں۔ وہاں آکر آپؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپؓ ذرا چپ ہو جائیں مگر انہوں نے ان کی بات نہ مانی اور اپنی بات کرتے رہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے ایک طرف ہو کر لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت فوت ہو چکے ہیں۔ صحابہ کرامؓ حضرت عمرؓ کو چھوڑ کر آپؓ کے گرد جمع ہو گئے اور بالآخر حضرت عمرؓ کو بھی آپؓ کی بات سننی پڑی۔ آپؓ“ حضرت ابوبکرؓ ”نے فرمایا“ جس طرح پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ”وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔ يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک رسول ہیں آپؐ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں پھر اگر آپؐ فوت ہو جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔ تحقیق تو بھی فوت ہو جائے گا اور یہ لوگ بھی فوت ہو جائیں گے۔ اے لوگو! جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا اسے یاد رہے کہ اللہ زندہ ہے اور وہ فوت نہیں ہوتا۔ جب آپؓ“ حضرت ابوبکرؓ ”نے مذکورہ بالا دونوں آیات پڑھیں اور لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ فوت ہو چکے ہیں تو صحابہؓ پر حقیقت آشکار ہوئی اور وہ بے اختیار رونے لگے اور حضرت عمرؓ خود بیان فرماتے ہیں کہ جب آیات قرآنیہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی وفات ثابت کی تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ گویا یہ دونوں آیتیں آج ہی نازل ہوئی ہیں اور میرے گھٹنوں میں میرے سر کو اٹھانے کی طاقت نہ رہی۔ میرے قدم لڑکھڑائے اور میں بے اختیار شدتِ صدمہ سے زمین پر گر پڑا۔“ (دعوۃ الامیر، انوار العلوم، جلد7، صفحہ 345 تا 347)

اسی حوالے سے مسلمانوں کا جو پہلا اجماع ہے اسکے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ”رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں جن میں مسیح بھی شامل ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جب مسلمان گھبرا گئے اور یہ صدمہ ان کیلئے ناقابلِ برداشت ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے اسی گھبراہٹ میں تلوار کھینچ لی اور کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے گا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں تو میں اس کی گردن کاٹ دوں گا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے بلکہ حضرت موسیٰ کی طرح خدا سے ملنے گئے ہیں اور پھر واپس آئیں گے اور منافقوں کو ختم کریں گے پھر وفات پائیں گے۔ گویا ان کا یہ عقیدہ تھا کہ منافق جب تک ختم نہ ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہو سکتے اور چونکہ منافق آپؐ کی وفات تک موجود تھے اِس لیے وہ سمجھے کہ آپ فوت نہیں ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ جو اس وقت مدینہ کے پاس باہر ایک گاؤں میں گئے ہوئے تھے تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گئے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک دیکھا۔ معلوم کیا کہ آپؐ واقع میں وفات پا چکے ہیں۔ اِس پر پھر آپؓ واپس باہر تشریف لائے اور یہ کہتے ہوئے آئے کہ اللہ تعالیٰ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو موتیں نہیں دے گا۔ یعنی ایک موت جسمانی اور دوسری موت روحانی کہ آپؐ کی وفات کے ساتھ ہی مسلمان بگڑ جائیں۔ پھر آپؓ سیدھے صحابہ کے اجتماع میں گئے اور لوگوں سے کہا کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ تلوار لیے کھڑے تھے اور یہ اِرادہ کر کے کھڑے تھے کہ اگر کسی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا اعلان کیا تو میں اس کو قتل کر دوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو وہی بات کی کہ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ خوش ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور کبھی فوت نہیں ہو گا۔

پھر آپؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول تھے اور آپ سے پہلے جتنے بھی رسول گزرے ہیں سب فوت ہو چکے ہیں۔ پھر آپؐ کیوں نہ فوت ہوں گے۔ اگر آپؐ فوت ہو جائیں یا قتل کیے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے اور اسلام کو چھوڑ دو گے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب قرآنِ کریم کی یہ آیت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پڑھی تو میری آنکھیں کھل گئیں اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ یہ آیت ابھی نازل ہوئی ہے اور مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور میرے پاؤں کانپ گئے اور میں زمین پر گِر گیا۔ یہ بیان کر کے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ ایک ہی اجماع صحابہ کا ہے کیونکہ اس وقت سارے صحابہ موجود تھے اور درحقیقت ایسا وقت مسلمانوں پر پہلے کبھی نہیں آیا کیونکہ پھر کبھی مسلمان اِس طرح جمع نہیں ہوئے۔ اِس اجتماع میں حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ تعالیٰ کے ایک رسول ہیں اور آپؐ سے پہلے جس قدر اللہ تعالیٰ کے رسول آئے ہیں وہ سب کے سب فوت ہو چکے ہیں۔ پس آپؐ کا فوت ہونا بھی کوئی قابلِ تعجب بات نہیں اور سارے کے سارے صحابہ نے آپ کے ساتھ اتفاق کیا۔

(ماخوذ از مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ، انوار العلوم، جلد23، صفحہ 327-328)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسی بات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس امت پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا شکر نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد نبوی میں اکٹھے کر کے یہ آیت نہ سناتے کہ تمام گزشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں تو یہ امت ہلاک ہو جاتی کیونکہ ایسی صورت میں اس زمانے کے مفسد علماء یہی کہتے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں مگر اب صدیق اکبر کی آیت ممدوحہ پیش کرنے سے اس بات پر کُل صحابہ کا اجماع ہو چکا کہ کل گزشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں بلکہ اس اجماع پر شعر بنائے گئے۔ ابوبکر کی روح پر خدا تعالیٰ ہزاروں رحمتوں کی بارش کرے اس نے تمام روحوں کو ہلاکت سے بچا لیا اور اس اِجماع میں تمام صحابہ شریک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ✡ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ✡ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✡ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✡ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

تھے۔ایک فرد بھی ان میں سے باہر نہ تھا۔اور یہ صحابہ کا پہلا اجماع تھا اور نہایت قابل شکر کارروائی تھی۔اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مسیح موعود کی باہم ایک مشابہت ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ قرآن شریف میں دونوں کی نسبت یہ تھا کہ جب ایک خوف کی حالت اسلام پر طاری ہوگی اور سلسلہ مرتد ہونے کا شروع ہوگا تب ان کا ظہور ہوگا سو حضرت ابوبکر اور مسیح موعود کے وقت میں ایسا ہی ہوا۔یعنی حضرت ابوبکر کے وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صدہا جاہل عرب مرتد ہو گئے تھے۔اور صرف دو مسجدیں باقی تھیں جن میں نماز پڑھی جاتی تھی۔حضرت ابوبکر نے دوبارہ ان کو اسلام پر قائم کیا ایسا ہی مسیح موعود کے وقت میں کئی لاکھ انسان اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی بن گئے اور یہ دونوں حالات قرآن شریف میں مذکور ہیں یعنی پیشگوئی کے طور پر ان کا ذکر ہے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 285-286 حاشیہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں آتا ہے کہ جب صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا علم ہو گیا تو انصار سقیفہ بنی سَاعِدَہ میں جمع ہوئے۔اس اجتماع میں مسئلہ خلافت پر گفتگو ہوئی۔ انصار خزرج کے راہنما سعد بن عُبادہ کے گرد جمع ہو گئے۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد صلابی، صفحہ 174)

حضرت سعد بن عُبادہؓ ان دنوں علیل تھے۔انہوں نے انصار کی قربانیوں اور خدمت اسلام کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے انہیں خلافت کا حق دار قرار دیا مگر انصار نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو ہی خلافت کیلئے موزوں قرار دے دیا مگر ابھی انصار نے ان کی بیعت بھی نہ کی تھی کہ ان میں سے ہی کسی نے یہ سوال کر دیا کہ اگر مہاجرین نے ان کی خلافت کو تسلیم نہ کیا تو کیا ہوگا؟ اس پر ایک آدمی نے تجویز دی کہ ایک آدمی انصار میں سے اور ایک آدمی مہاجرین میں سے خلیفہ ہو مگر حضرت سعد بن عبادہ نے اسے بنو اوس کی کمزوری قرار دیا۔جب انصار سقیفہ بنوساعدہ میں خلافت کے متعلق بحث کر رہے تھے حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور دوسرے بڑے بڑے صحابہ کرام مسجد نبوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے سانحہ عظیم کے بارے میں ذکر کر رہے تھے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت علیؓ اور دوسرے اہلِ بیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے انتظامات میں مصروف تھے۔کسی کو خلافت کے بارے میں ہوش نہ تھا اور اس بات سے بے خبر تھے کہ انصار اس مسئلہ پر غور کرنے کیلئے جمع ہو چکے ہیں اور انصار میں سے کسی کو امیر چننا چاہتے ہیں۔

(صدیق اکبر، محمد حسین ہیکل، مترجم انجم سلطان شہباز، صفحہ 85، 86، شرکت پرنٹنگ پریس لاہور)

طبقاتِ کبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپؓ کی بیعت کروں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے آپؓ کو اس امت کا امین قرار دیا گیا ہے۔اس پر حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا جب سے آپؓ نے اسلام قبول کیا ہے میں نے اس سے پہلے کبھی آپ میں ایسی غفلت والی بات نہیں دیکھی۔کیا تم میری بیعت کرو گے جبکہ تم میں صدیق اور ثانی اثنین یعنی حضرت ابوبکرؓ موجود ہیں۔(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 135، ذکر بیعت ابی بکر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان 1990ء)

اسی گفتگو کے دوران انہیں اجتماع انصار کی اطلاع ملی۔اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اندر پیغام بھیج کر بلایا کہ ایک ضروری کام ہے۔حضرت ابوبکرؓ نے تجہیز و تکفین کی مصروفیت کا عذر کر کے باہر آنے سے انکار کر دیا۔اس پر حضرت عمرؓ نے دوبارہ پیغام بھیجا۔ایک ایسی فوری بات پیش آئی ہے کہ آپؓ کی موجودگی وہاں ضروری ہے جس پر حضرت ابوبکرؓ باہر تشریف لائے اور حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین سے اس وقت اَور کون سا اہم کام ہے جس کیلئے تم نے مجھے بلایا ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا آپؓ کو پتہ ہے کہ انصار سقیفہ بنوساعدہ میں جمع ہیں اور ارادہ کر رہے ہیں کہ حضرت سعد بن عُبادہؓ کو خلیفہ بنا دیں؟ ان میں سے ایک شخص نے یہ کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر قریش میں سے۔یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کے ہمراہ سقیفہ بنوساعدہ پہنچے۔وہاں ابھی بحث جاری تھی۔حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ ان کے درمیان جا کر بیٹھ گئے۔

(حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل، صفحہ 87، 86، شرکت پرنٹنگ پریس لاہور)(سیدنا صدیق اکبرؓ از الحاج حکیم غلام نبی، صفحہ 72-73، مطبوعہ ادبیات لاہور)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم انصار کی طرف چل پڑے جب ہم ان سے قریب پہنچے ان میں سے دو صالح آدمیوں عُوَیم بن سَاعِدہ اور مَعْن بنِ عَدِی سے ملاقات ہوئی۔ان دونوں نے انصار کے عزائم سے ان کو مطلع کیا۔پھر سوال کیا۔آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم اپنے انصاری بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ان دونوں نے کہا ان کے پاس جانا ضروری نہیں آپ لوگ خود معاملہ طے کر لیں۔کہتے ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم! ہم ضرور ان کے پاس جائیں گے۔(ماخوذ از صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب رجم الحبلی من الزنا......، حدیث 6830)(صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث: 4021)

بہرحال وہ گئے۔حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم انصار کے پاس پہنچے۔میں نے اپنے دل میں کچھ کہنے کیلئے ایک مضمون سوچا تھا کہ انصار کے سامنے اسے بیان کروں گا۔پس جب میں ان کے پاس پہنچا اور بات شروع کرنے کیلئے آگے بڑھا مگر حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ میں بات کر لوں۔اس کے بعد جو تمہارا جی چاہے بیان کرنا۔پھر حضرت ابوبکرؓ نے بولنا شروع کیا اور جو بات میں کہنا چاہتا تھا وہ حضرت ابوبکرؓ نے بیان کر دی بلکہ اس سے بھی زیادہ آپؓ نے کہہ دیا۔

(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 242، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1987ء)

حضرت ابوبکرؓ نے جو تقریر کی تھی اس کا مختصر ذکر یہ ہے۔عبداللہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی۔اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا یقیناً اللہ نے اپنی مخلوق کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور اپنی امت کا نگران بنا کر بھیجا تاکہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کی توحید کا اقرار کریں حالانکہ اس سے پہلے وہ اللہ کے سوا مختلف معبودوں کی عبادت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ معبود اللہ کے حضور ان کی شفاعت کرنے والے اور نفع پہنچانے والے ہیں حالانکہ وہ پتھر سے تراشے گئے تھے اور لکڑی سے بنائے جاتے تھے۔پھر حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیت پڑھی کہ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس: 19) اور وہ اللہ کے سوا اس کی عبادت کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ کے حضور ہماری شفاعت کرنے والے ہیں۔مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر: 4) کہ ہم اس مقصد کے سوا ان کی عبادت نہیں کرتے کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کرتے ہوئے قرب کے اونچے مقام تک پہنچا دیں۔عربوں کو یہ بات گراں گزری کہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کو ترک کر دیں۔حضرت ابوبکرؓ نے یہ آیتیں پڑھ کے فرمایا کہ عربوں کو یہ بات گراں گزری کہ وہ اپنے آباء و اجداد کے دین کو ترک کر دیں۔پس اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم میں سے اولین مہاجرین کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیلئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کیلئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غمگساری کیلئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قوم کی سخت ایذا رسانی اور تکذیب کے وقت ڈٹے رہنے کیلئے خاص کر لیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: حالانکہ تمام لوگ ان کے مخالف تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے مگر باوجود اپنی کم تعداد کے اور تمام لوگوں کے ظلم اور اپنی قوم کے ان کے خلاف اکٹھے ہو جانے کے وہ کبھی خوفزدہ نہیں ہوئے۔اور وہ پہلے تھے جنہوں نے زمین میں اللہ کی عبادت کی اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور خاندان والے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے اس منصب کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔اس معاملہ میں سوائے ظالم کے اور کوئی ان سے تنازعہ نہیں کرے گا۔اے انصار کے گروہ! اور تم وہ ہو جن کی دین میں فضیلت اور اسلام میں سبقت لے جانے کے متعلق انکار نہیں کیا جا سکتا۔اللہ کے دین اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار بننے کی وجہ سے اللہ تم سے راضی ہو گیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت بھی تمہاری طرف ہی رکھی۔آپؐ کی اکثر ازواج اور اصحاب تمہارے یہاں رہتے ہیں۔مہاجرین اولین کے بعد ہمارے نزدیک تمہارے مرتبہ کا کوئی بھی نہیں۔

امیر ہم میں ہوں گے اور تم وزیر۔ہر اہم معاملے میں تم سے مشورہ لیا جائے گا اور تمہارے بغیر اہم معاملات کے متعلق فیصلہ نہیں کریں گے۔(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 243، 242 دار الکتب العلمیۃ بیروت، 1987ء)

حضرت ابوبکرؓ نے سقیفہ بنوسَاعِدہ میں جو تقریر کی تھی سیرت حلبیہ میں اس کا ذکر اس طرح ملتا ہے آپ نے فرمایا۔اَمَّا بَعْدُ! جہاں تک خلافت کا معاملہ ہے تو عرب کے لوگ اس کو سوائے قریش کے کسی دوسرے قبیلے کیلئے قبول نہیں کریں گے۔قریش کے لوگ اپنے حسب و نسب کے اعتبار سے اور اپنے وطن کے اعتبار سے جو مکہ ہے سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں۔ہم نسب میں تمام عربوں سے جڑے ہوئے ہیں کیونکہ کوئی بھی قبیلہ ایسا نہیں جو کسی نہ کسی طرح قریش سے رشتہ قرابت نہ رکھتا ہو۔ہم مہاجرین وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ہم ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برادری اور خاندان کے لوگ اور آپ کے رِحمی رشتہ دار ہیں۔ہم اہل نبوت ہیں اور خلافت کے حق دار ہیں۔(السیرۃ الحلبیہ، جلد 3، صفحہ 504-505، باب مایذکر فیہ مدۃ مرضہ، وما وقع فیہ، وفاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

انہی واقعات کا ذکر کرتے ہوئے امام احمد بن حنبل نے اپنی مُسْنَد میں حضرت ابوبکرؓ کا کردار بیان کیا ہے اور یہ بیان کرنے کے بعد کہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آ کر مسلمانوں میں تقریر کی اور آپؐ کی وفات کا اعلان کیا۔پھر بیان ہوا ہے راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد (تقریر کرنے کے بعد اور وفات کا

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور
حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 407 ایڈیشن 1988ء)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ اور جب تم
ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے اُس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کر لیا

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 407 ایڈیشن 1988ء)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیاپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

اعلان کرنے کے بعد) حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تیزی کے ساتھ سقیفہ بنوساعدہ کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے گفتگو شروع کی اور آپؓ نے قرآن کریم میں انصار کی بابت جو کچھ نازل ہوا اس میں سے کچھ نہ چھوڑا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی فضیلت کے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا وہ سب بیان کیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ تم لوگوں کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں تو مَیں انصار کی وادی میں چلوں گا۔

پھر حضرت سعدؓ کو مخاطب کر کے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اے سعد! تجھے علم ہے کہ تُو بیٹھا ہوا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت کے حق دار قریش ہوں گے۔ لوگوں میں سے جو نیک ہوں گے وہ قریش کے نیک افراد کے تابع ہوں گے اور جو فاجر ہوں گے وہ قریش کے فاجروں کے تابع ہوں گے۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ آپؓ نے سچ کہا۔ ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی بکر، حدیث نمبر 18، جلد 1 صفحہ 159، 158، دار الحدیث قاھرہ 1994ء)

یہ ذکر ان شاء اللہ آئندہ چلتا رہے گا۔

دنیا کے جو موجودہ حالات ہیں اس بارے میں بھی دعا کیلئے کہنا چاہتا ہوں۔ یہ انتہائی خطرناک ہو چکے ہیں اور ہو سکتے ہیں، بڑھتے جا رہے ہیں۔ صرف ایک ملک نہیں بلکہ بہت سے ممالک اس میں شامل ہو جائیں گے اگر یہ اسی طرح بڑھتا رہا اور پھر اس کے خوفناک انجام کا اثر نسلوں تک رہے گا۔ خدا کرے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں اور اپنی دنیاوی خواہشات کی تسکین کے لیے انسانوں کی جانوں سے نہ کھیلیں۔

بہرحال ہم تو دعا کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں، سمجھا سکتے ہیں اور سمجھاتے ہیں اور ایک عرصے سے ہم یہ کام کر رہے ہیں لیکن بہرحال ان دنوں میں خاص طور پر احمدیوں کو بہت دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جنگ کے جو خوفناک حالات ہیں اور یہ جو تباہ کاریاں ہیں جن کا تصور بھی انسان نہیں کر سکتا کہ ایسی تباہ کاریاں ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے انسانیت کو بچا کے رکھے۔

نماز کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم خوشی محمد شاکر صاحب مربی سلسلہ کا ہے۔ گذشتہ دنوں انہتر 69 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا حضرت مولوی کریم بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہوا۔ انہوں نے طاعون کا نشان دیکھ کر بیعت کی تھی۔ اسی طرح حضرت مولوی کریم بخش صاحبؓ کی اہلیہ فضل بی بی صاحبہ کے بھائی حضرت حاجی محمد عبداللہ صاحبؓ نے بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ حضرت حاجی محمد عبداللہ صاحبؓ کا نام تاریخ احمدیت جلد ہشتم میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فہرست میں تیئیسویں نمبر پر درج ہے۔

(ضمیمہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم، صفحہ 11)

بہرحال خوشی محمد شاکر صاحب کا جہاں تک ذکر ہے۔ 1969ء میں انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پھر زندگی وقف کی۔ جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ 1977ء میں جامعہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ 1978ء میں عربی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ پھر جماعتی خدمات کرتے رہے۔ ساتھ ہی انہوں نے 1987ء میں ایم اے اسلامیات کی ڈگری بھی حاصل کی اور علاوہ پاکستان کے مختلف شہروں کے گنی کناکری میں بطور مبلغ سلسلہ انہوں نے خدمت کی توفیق پائی۔ وہاں فرنچ زبان میں ڈپلومہ بھی انہوں نے حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو چھ بیٹوں سے نوازا۔ ان کے ایک بیٹے ناصر اسلام صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ ربوہ میں ہی اس وقت تعینات ہیں۔

77ء سے 91ء تک پاکستان کے مختلف علاقوں میں ان کو خدمت کی توفیق ملی اور 91ء سے 2007ء تک سیرالیون اور گنی کناکری میں خدمت کی توفیق پائی۔ وہاں سے واپس آئے تو 2008ء سے انجمن کے دفاتر کے مختلف شعبہ جات میں کام کرنے کی توفیق ملی۔ ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد مقامی اور نظارت امور عامہ میں خدمت کی توفیق ملی۔ یہ افریقہ میں جب تھے تو ان کے ذریعہ سے کئی سعید روحوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ کئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ بڑے بےنفس اور محنت کرنے والے مبلغ تھے۔ ان کے تبلیغ کے میدان کے بڑے ایمان افروز واقعات بھی ہیں جو مختلف لوگوں نے بیان کیے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا تھا۔ ان کو جولائی 1986ء میں کلمہ طیبہ کے کیس میں اسیرِ راہ مولیٰ رہنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔

ان کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ میری ساری زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ انہوں نے آج تک نہ نماز چھوڑی اور نہ ہی کبھی تہجد۔ جماعتی دورے سے واپس آتے، تھکاوٹ کے باوجود بھی نماز لازمی ادا کرتے، باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے۔ شدید بیماری کے باوجود یہاں تک کہ چلنا مشکل ہوتا مگر باجماعت نماز کیلئے لازمی جاتے۔ بےشمار خوبیوں کے مالک تھے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں ہمہ تن مشغول تھے۔ تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والے، خلافت سے والہانہ عشق، اطاعت گزار، عاجزی انکساری، مربیان اور جماعتی عہدیداران کا احترام، بچوں سے شفقت، سخاوت، اقربا اور غربا پروری، ملنسار، تبلیغ کا خاص شوق رکھنے والے تھے۔ بیماری کے آخری ایام میں بھی جب طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو تین دن تین رات تک ان کو ایمرجنسی میں لے جایا جاتا رہا۔ جب بھی واپس گھر آتے تو پھر بھی آ کے گھر میں تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑتے تھے اور ایک دن تو ہسپتال سے آئے بیمار طبیعت تھی، فجر کی نماز پڑھی اور پھر تیار ہو کے دفتر بھی چلے گئے۔ بہرحال جب ان کو روکا جاتا تھا تو کہتے یہی ایک وقف زندگی کا کام ہے اور میرے کام سے مجھے نہ روکو۔

ان کے بیٹے ناصر اسلام مربی سلسلہ ہیں۔ کہتے ہیں جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے والد کو تہجد گزار ہی دیکھا ہے اور اطاعت کے اعلیٰ مقام پر پایا ہے۔ کوئی بھی جماعتی عہدیدار ہوتا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کی اطاعت کرتے۔ روزانہ صدقہ دینا اور خیرات کرنا معمولِ زندگی تھا۔ روز کا کام روز کرتے۔ بہت ملنسار تھے۔ تبلیغ کا بے انتہا شوق تھا۔ کہتے ہیں خاکسار نے اپنے والد کو نماز پر جاتے ہوئے، واپسی پر یا صبح کی سیر پر سفر کے دوران افریقہ میں یا کسی ہوٹل میں بیٹھے ہوئے ہیں تو وہاں کھانا کھاتے وقت یا انتظار گاہ میں، ویٹنگ روم میں اگر کہیں بیٹھے ہیں تو وہاں انتظار کرتے وقت پولیس افسر ہوں یا ملٹری کے افسر ہوں جن کو بھی ملتے ان کو تبلیغ کرتے اور کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور کہیں کوئی شخص نظر آجاتا تو ہم کہا کرتے تھے اب یہ آدمی ہمارے ابا کو نظر آ گیا ہے اب ان سے جان نہیں چھڑوا سکتا اس کو تبلیغ کر کے ہی چھوڑیں گے۔

پھر ان کے ایک بیٹے کہتے ہیں کہ والد صاحب نے بتایا کہ افریقہ میں تبلیغ کے حوالے سے کافی مسائل سامنے آ رہے تھے۔ کافی دعائیں کیں، تہجد پڑھی تو سجدے میں آواز آئی: ''میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔'' کہتے ہیں اس کے بعد اگلے دن جو روک تبلیغ کے حوالے سے تھی وہ دور ہوگئی۔ بہرحال ان کے بارے میں بہت سے لوگوں نے واقعات لکھے ہیں اور ہر ایک نے یہی لکھا ہے کہ ملنسار تھے، عاجز تھے، دعاگو تھے، خلافت سے پختہ تعلق تھا اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کرنے والے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔

......☆......☆......☆......

آپ کا خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم مدیر صاحب ہفت روزہ بدر قادیان السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اخبار بدر کے سالانہ نمبر کو فرصت سے پڑھنے کی توفیق ملی۔ سارے مضامین قادیان میں مقیم نئی پیڑھی کے مبلغین کرام نے بڑی محنت اور تحقیق کے بعد لکھے ہیں اور سب دلچسپ اور علمی نوعیت کے مضامین ہیں۔ خاکسار آپ کو اور ان سب مضامین نگار احباب و اخبار بدر کے عملہ کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔ نیز بدر کے اس خصوصی شمارہ کو پڑھ کر دفعتہً جو جذبات پیدا ہوئے وہ ذیل کے چند مصرعوں میں سپرد قلم کرتا ہوں۔

آیا بدر کا دیکھو سالانہ نمبر آیا
بعد انتظار کے پھر موسم بہار آیا
تاریکیاں جہاں کی اس سے ہوئی ہیں زائل
خوش ہیں سبھی کہ کیسا ماہ وصال آیا
پہلے ہلال تھا جو اب وہ ہے بدر کامل
زور قلم بڑھے دل میں یہ خیال آیا

والسلام خاکسار

ڈاکٹر طارق احمد (SMO نور ہسپتال، قادیان)

❁ مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب آپ نے جلسہ سالانہ نمبر 2021 کیلئے جن جذبات و خیالات کا اظہار فرمایا ہے اس کیلئے ہم آپ کے مشکور ہیں۔ ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر کسی ایک خاص عنوان پر جس کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منظوری مرحمت فرماتے ہیں سالانہ نمبر شائع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مسیح موعود نمبر اور سیرۃ النبی نمبر بھی شائع ہوتا ہے۔ اگر احباب اسی طرح اپنی آراء بھجوایا کریں تو قارئین کو بدر کے زیادہ سے زیادہ مطالعہ میں دلچسپی پیدا ہوگی۔ (ایڈیٹر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا جہاں خوشی اور شکر کا مقام ہے وہاں ہماری ذمہ داریاں بھی بڑھاتا ہے۔ پس ہمیں ان ذمہ داریوں کی پہچان اور ان کی ادائیگیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/ مارچ 2016ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہماری ذمہ داریاں ان کاموں کو آگے چلانا ہے جن کی ادائیگی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے۔ تبھی ہم ان لوگوں میں شمار ہو سکتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والوں میں شامل ہونا تھا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 25/ مارچ 2016ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ابوطالب کے پاس قریش کا پہلا وفد

سب سے پہلی کوشش قریش کی یہ تھی کہ جس طرح بھی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطالب کی ہمدردی اور حفاظت سے محروم کر دیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جب تک ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں اس وقت تک وہ بین القبائل تعلقات کو خراب کئے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہاتھ نہیں اُٹھا سکتے۔ ابوطالب قبیلہ بنو ہاشم کے رئیس تھے اور باوجود مُشرک ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مربی اور محافظ تھے اس لیے ان کے ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہاتھ اُٹھانا بین القبائل سیاست کی رُو سے بنو ہاشم کے ساتھ جنگ چھیڑنے کے مترادف تھا جس کیلئے دُوسرے قبائلِ قریش ابھی تک تیار نہ تھے۔ لٰہذا پہلی تجویز اُنہوں نے یہ کی کہ ابوطالب کے پاس دوستانہ رنگ میں ایک وفد بھیجا کہ وہ اپنے بھتیجے کو اشاعتِ اسلام سے روک دیں، چنانچہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، ابوسفیان وغیرہ جو سب رؤساء قریش میں سے تھے ابوطالب کے پاس آئے اور نرمی کے طریق پر کہا کہ ”آپ ہماری قوم میں معزّز ہیں اس لیے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے بھتیجے کو اس نئے دین کی اشاعت سے روک دیں اور یا پھر اس کی حمایت سے دستبردار ہو جاویں اور ہمیں اور اس کو چھوڑ دیں کہ ہم آپس میں فیصلہ کر لیں۔“ ابوطالب نے اُن کے ساتھ بہت نرمی کی باتیں کیں اور اُن کے غصّہ کو کم کرنے کی کوشش کرتے رہے اور بالآخر انہیں ٹھنڈا کر کے واپس کر دیا۔

دوسرا وفد

لیکن چونکہ اُن کی ناراضگی کا سبب موجود تھا بلکہ دن بدن ترقی کرتا جاتا تھا اور قرآن شریف میں بڑی سختی سے شِرک کے ردّ میں آیات نازل ہو رہی تھیں اس لیے کوئی لمبا عرصہ نہ گذرا تھا کہ یہ لوگ پھر ابوطالب کے پاس جمع ہوئے اور ان سے کہا کہ ”اب معاملہ حد کو پہنچ گیا ہے اور ہم کو رجس اور پلید اور شرّ البریہ اور سفہاء اور شیطان کی ذریت کہا جاتا ہے اور ہمارے معبودوں کو جہنّم کا ایندھن قرار دیا جاتا ہے اور ہمارے بزرگوں کو لایعقل کہہ کر پُکارا جاتا ہے اس لیے اب ہم صبر نہیں کر سکتے اور اگر تم اس کی حمایت سے دستبردار نہیں ہو سکتے تو پھر ہم بھی مجبور ہیں۔ ہم پھر تم سب کے ساتھ مقابلہ کریں گے حتّٰی کہ دونوں فریقوں میں سے ایک ہلاک ہو جاوے۔“ ابوطالب کیلئے اب نہایت نازک موقع تھا اور وہ سخت ڈر گئے اور اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلایا۔ جب آپؐ آئے تو اُن سے کہا کہ ”اے میرے بھتیجے! اب تیری باتوں کی وجہ سے قوم سخت مشتعل ہو گئی ہے اور قریب ہے کہ تجھے ہلاک کر دیں اور ساتھ ہی مجھے بھی۔ تُو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا۔ اُن کے بزرگوں کو شرّ البریہ کہا۔ ان کے قابلِ تعظیم معبودوں کا نام ہیزمِ جہنم اور وقود النّار رکھا اور خود اُنہیں رجس اور پلید ٹھہرایا۔ مَیں تجھے خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ اس دُشنام دہی سے اپنی زبان کو تھام لو اور اس کام سے باز آ جاؤ، ورنہ مَیں تمام قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ اب ابوطالب کا پائے ثبات بھی لغزش میں ہے اور دنیاوی اسباب میں سے سب سے بڑا سہارا مخالفت کے بوجھ کے نیچے دَب کر ٹوٹا چاہتا ہے۔ مگر آپؐ کے ماتھے پر بل تک نہ تھا۔ نہایت اطمینان سے فرمایا۔ ”چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو وہ کام ہے جس کے واسطے میں بھیجا گیا ہوں کہ لوگوں کی خرابیاں اُن پر ظاہر کر کے اُنہیں سیدھے رستے کی طرف بلاؤں اور اگر اس راہ میں مجھے مرنا درپیش ہے تو مَیں بخوشی اپنے لیے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اِس راہ میں وقف ہے اور مَیں موت کے ڈر سے اظہارِ حق سے رُک نہیں سکتا۔ اور اے چچا! اگر آپ کو اپنی کمزوری اور تکلیف کا خیال ہے تو آپ بے شک مجھے اپنی پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہو جاویں مگر مَیں احکامِ الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رُکوں گا اور خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سُورج اور دُوسرے ہاتھ پر چاند بھی لا کر دے دیں تب بھی مَیں اپنے فرض سے باز نہیں رہوں گا اور مَیں اپنے کام میں لگا رہوں گا حتّٰی کہ خُدا اسے پورا کرے یا مَیں اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں۔“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تقریر فرما رہے تھے اور آپؐ کے چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقّت نمایاں تھی اور جب آپؐ تقریر ختم کر چکے تو آپؐ یکلخت چل پڑے اور وہاں سے رُخصت ہونا چاہا مگر ابوطالب نے پیچھے سے آواز دی۔ جب آپؐ لوٹے تو آپؐ نے دیکھا کہ ابوطالب کے آنسو جاری تھے۔ اس وقت ابوطالب نے بڑی رِقت کی آواز میں آپؐ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”بھتیجے جا اور اپنے کام میں لگا رہ جب تک مَیں زندہ ہوں اور جہاں تک میری طاقت ہے مَیں تیرا ساتھ دُوں گا۔“

تیسرا وفد

جب اس دفعہ بھی قریش ناکام رہے تو اُنہوں نے ایک اور چال چلی اور وہ یہ کہ قریش کے ایک اعلیٰ خاندان سے ایک ہونہار نوجوان عمارہ بن ولید کو ساتھ لے کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ”ہم عمارہ بن ولید کو اپنے ساتھ لائے ہیں اور تم جانتے ہو کہ یہ قریش کے بہترین نوجوانوں میں سے ہے۔ پس تم ایسا کرو کہ محمد کے عوِض میں تم اِس لڑکے کو لے لو اور اس سے جس طرح چاہو فائدہ اُٹھاؤ اور چاہو تو اسے اپنا بیٹا بنا لو۔ ہم اس کے حقوق سے کلیۃً دستبردار ہوتے ہیں اور اس کے عوض تم محمد کو ہمارے سُپرد کر دو جس نے ہمارے آبائی دین میں رخنہ پیدا کر کے ہماری قوم میں ایک فتنہ کھڑا کر رکھا ہے۔ اس طرح جان کے بدلے جان کا قانون پورا ہو جائے گا اور تمہیں کوئی شکایت نہیں ہوگی۔“ ابوطالب نے کہا۔ ”یہ عجیب انصاف ہے کہ میں تمہارے بیٹے کو لے کر اپنا بیٹا بناؤں اور اسے کھلاؤں اور پلاؤں اور اپنا بیٹا تمہیں دے دُوں کہ تم اسے قتل کر دو۔ واللہ یہ کبھی نہیں ہوگا۔“ قریش کی طرف سے مطعم بن عدی نے کہا کہ ”پھر اے ابوطالب! تمہاری قوم نے تو تم پر ہر رنگ میں حجت پوری کر دی ہے اور اب تک جھگڑے سے اپنے آپ کو بچایا ہے مگر تم ان کی کوئی بات بھی مانتے نظر نہیں آئے۔“ ابوطالب نے کہا۔ ”واللہ میرے ساتھ انصاف نہیں کیا جا رہا اور مطعم میں دیکھتا ہوں کہ تم بھی اپنی قوم کی پیٹھ ٹھونکنے میں میرے ساتھ بے وفائی کرنے پر آمادہ ہو۔ پس اگر تمہارے تیور بدلے ہوئے ہیں تو مَیں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم نے جو کرنا ہو وہ کرو۔“

مسلمانوں کے متعلق قریش کا فیصلہ

رؤساء قریش ابوطالب کی طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے یہ تجویز کی کہ جس جس قبیلہ میں سے کوئی شخص مسلمان ہو چکا تھا وہ قبیلہ اپنے اپنے آدمی پر دباؤ ڈال کر اسے اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش کرے، چنانچہ سب نے مِل کر باہم مشورہ سے یہ فیصلہ کیا کہ نومسلموں پر ان کے اپنے اپنے قبیلہ کی طرف سے زور ڈالا جائے تاکہ کسی قِسم کی بین القبائل پیچیدگی نہ پیدا ہو اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ جب خود مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیں گے تو آپؐ اکیلے کچھ نہیں کر سکیں گے اور یہ سارا کھیل بگڑ جائے گا۔ اس فیصلہ میں یہ بھی قرار پایا کہ صرف زبانی دباؤ تک نہ رہا جائے بلکہ ہر رنگ میں تنگ کر کے اور تکلیف میں ڈال کر نومسلموں کو واپس لانے کی کوشش کی جائے۔ جب ابوطالب کو اس مشورہ سے اطلاع ہوئی تو انہوں نے بھی ایک جوابی تدبیر کے طور پر بنو ہاشم اور بنو مطلب کو ایک جگہ جمع کیا اور حالات بتا کر تحریک کی کہ اس عداوت کے طوفان میں ہمیں محمد کی حفاظت کرنی چاہئے چنانچہ ابولہب کے سوا جو اسلام کی عداوت میں اندھا ہو رہا تھا باقی سب نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور قومی غیرت میں آ کر دُوسروں کے مقابلہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کیلئے تیار ہو گئے۔ ان حالات نے مکّہ کی فضا میں ایک آتشی مادہ پیدا کر دیا تھا۔ مگر چونکہ ابھی تک مسلمانوں کی ایذا رسانی کا فیصلہ ہر قبیلہ کی حدود کے اندر محدود تھا، اس لئے کوئی بین القبائل پیچیدگی پیدا نہیں ہوئی۔ ہاں مسلمانوں کیلئے انفرادی طور پر سخت مصائب و آلام کا دروازہ کُھل گیا اور اس وقت سے لے کر ہجرتِ یثرب تک کی داستان ایک خُون کے آنسو رُلانے والی داستان ہے۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 136 تا 139، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

127 واں جلسہ سالانہ قادیان 23، 24 اور 25/دسمبر 2022ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 127 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 23، 24 اور 25/دسمبر 2022ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

اعلان نکاح وشادی

محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مورخہ یکم مارچ 2022ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں عزیزہ بارعہ انور صاحبہ بنت مکرم محمد انور صاحب کا اعلان نکاح محمد شریف کوثر صاحب ابن محمد حمید کوثر کے ساتھ ایک لاکھ ایک ہزار روپئے حق مہر کے عوض فرمایا اور ہر دو خاندانوں کا تعارف بیان فرمانے کے بعد رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کیلئے حاضرین سمیت اجتماعی دعا کروائی۔ اسی روز عزیزہ بارعہ انور کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی اور محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے دعا کروائی۔ مورخہ 4/مارچ 2022ء کو رکھڑا پیلیس میں دعوت ولیمہ ہوا جس میں کثیر تعداد میں مرد وخواتین نے شرکت فرمائی اور رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ محمد شریف کوثر صاحب اور بارعہ انور صاحبہ دونوں تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔ قارئین بدر کی خدمت میں بھی رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

(محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند)

درخواست دعا

خاکسار کی نواسی عزیزہ ڈاکٹر عائشہ ندرت بنت مکرم سیٹھ ریاض الدین صاحب ونزہت ریاض صاحبہ کو میرٹ کی بنیاد پر MDS میں MNR کالج میں اللہ کے فضل سے داخلہ مل گیا ہے۔ ڈاکٹر عائشہ ندرت واقفہ نو ہیں۔ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کی کامیابی کے سلسلہ کو جاری رکھے اور خادمہ اسلام بنائے اور خدمت احمدیت کی توفیق عطا فرمائے۔

(پروفیسر ڈاکٹر سعید احمد انصاری، جماعت احمدیہ حیدرآباد)

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الصّف:10)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیّۃً غالب کر دے خواہ مشرک برا منائیں۔

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(530) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔خواجہ عبدالرحمن صاحب کشمیری نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم ان سے بیان کرتے تھے کہ جب حضور کے پاس کہیں سے روپیہ آتا تھا تو حضور مجھے بلا لیتے اور بلا گنتی روپیہ دے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس وقت روپیہ لے لو، نہ معلوم پھر کب ہاتھ میں آئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم حضرت صاحب کے خاص خادم تھے جنہیں حضرت صاحب گھر کی ضروریات اور مہمانوں وغیرہ کی مہمانی کیلئے روپیہ دیا کرتے تھے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس روایت اور روایت نمبر 529 میں جو تضاد نظر آتا ہے یہ حقیقی تضاد نہیں ہے بلکہ اپنے اپنے موقعہ کے لحاظ سے دونوں روایتیں درست ہیں اور حافظ حامد علی صاحب نے جو بات بیان کی ہے یہ غالباً خاص خاص لوگوں کے متعلق یا خاص حالات میں پیش آتی ہوگی۔

(531) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میر عنایت علی شاہ صاحب لودھیانوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب اول ہی اوّل حضور اقدس لدھیانہ تشریف لائے تھے تو صرف تین آدمی ہمراہ تھے۔ میاں جان محمد صاحب و حافظ حامد علی صاحب اور لالہ ملاوامل صاحب جو کہ اب تک زندہ موجود ہے غالباً تین روز حضور لدھیانہ میں ٹھہرے۔ایک روز حضور بہت سے احباب کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے خاکسار بھی ہمراہ تھا راستہ میں عصر کی نماز کا وقت آگیا۔اس وقت لالہ ملاوامل نے حضور سے کہا کہ نماز پڑھ لی جائے آنحضور نے وہیں پر مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی کی اقتداء میں نماز ادا کی اور ملاوامل ایک پاس کے چری کے کھیت کی طرف چلا گیا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وہاں نماز پڑھی ہو۔نیز اس وقت لالہ ملاوامل کا یہ حال تھا کہ اگر اُن کو کہا جاتا کہ آپ سونے کے وقت چارپائی لے لیا کریں تو وہ جواب دیتے مجھے کچھ نہ کہو۔ حضرت کے قدموں میں نیچے زمین پر ہی لیٹنے دو۔حضرت اقدس عموماً صبح کی نماز خود ہی پڑھایا کرتے تھے۔

(532) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ میاں محمد خان صاحب ساکن گل منج ضلع گورداسپور نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ابتداء میں حضرت صاحب مسجد مبارک میں خود نماز پڑھایا کرتے تھے ۔ایک آدمی آپ کے دائیں طرف کھڑا ہوتا تھا اور پیچھے صرف چار پانچ مقتدی کھڑے ہو سکتے تھے۔ اور جو آدمی پہلے نماز کے وقت دائیں جانب آ بیٹھتا اس کو عرض کرنے کا موقعہ مِل جاتا۔ ایک روز مَیں بھی سب سے اوّل وضو کرکے مسجد مبارک میں دائیں جانب جا بیٹھا پھر حضور علیہ السلام تشریف لے آئے اور میرے قریب آکر بیٹھ گئے اتنے میں چار پانچ آدمی پیچھے سے آئے وہ بڑے ذی عزّت معلوم ہوتے تھے۔ میں نے حضور علیہ السلام کے پاؤں دبانے شروع کر دیئے اور حضور کی خدمت میں شرماتے ہوئے عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جس کے ذریعہ سے دین و دُنیا میں کامیابی حاصل ہو۔حضور نے فرمایا ’’استغفار بہت پڑھا کرو۔‘‘ سو اب تک یہی میرا وظیفہ ہے۔

(533) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ مولوی گل علی شاہ صاحب سے جو حضرت صاحب کے استاد تھے ایک سیّد نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوزخ میں پڑے ہیں اور جگہ جگہ زخم ہیں اور آگ جل رہی ہے اور باہر انگریزوں یا گوروں کا پہرہ ہے اس خواب کو سن کر مولوی گل علی شاہ صاحب کو سخت غم ہوا اور عقیدہ بھی بدل گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شکوک پیدا ہو گئے۔ جب گل علی شاہ صاحب غمزدہ ہو کر یہ خواب کسی سے بیان کر رہے تھے تو اُوپر سے حضرت اقدس علیہ السلام سبق کیلئے آگئے تو آپ نے یہ خواب سُن کر اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ وہ شخص جس نے یہ خواب دیکھی ہے وہ خود مجذوم ہو جائے گا اور عیسائی ہو کر دوزخ میں گرے گا۔سو ایسا ہی ہوا کہ وہ عیسائی ہوا اور پھر کوڑھی ہو کر مر گیا۔اس تعبیر کو سُن کر مولوی گُل علی شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور ان کا عقیدہ بھی درست ہو گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ روایت نمبر 253 میں بھی یہ واقعہ باختلاف الفاظ بروایت مولوی شیر علی صاحب بیان ہو چکا ہے اور مولوی گل علی شاہ صاحب حضرت صاحب کے بچپن کے استاد تھے۔

(534) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں خاکسار خواجہ کمال الدین صاحب کے ہاں رہتا تھا۔ اس زمانہ میں خواجہ صاحب نے اپنے ایک دوست سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعریف کے دوران میں کہا کہ حضور کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی نئی کتاب لکھتے ہیں تو میرے پاس اس کتاب کی ایک جلد ضرور روانہ فرما دیتے ہیں یا اپنے ہاتھ سے خود مرحمت فرماتے ہیں۔ اور فرمایا کرتے کہ اس کو شروع سے آخر تک قانونی نقطہ نگاہ سے ملاحظہ کر لو۔ مَیں اس کو محض حکم کے مطابق پڑھ لیتا ہوں گو مَیں خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ حضرت کی کتابیں قانونی نگاہ سے دیکھنے کی محتاج نہیں بلکہ اس سے حضور کا یہ مقصود ہوتا ہے کہ مَیں حضور کی تصنیف کو پڑھ لوں اور سلسلہ کی تعلیم سے واقف رہوں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ محقق صاحب دہلی کے رہنے والے ہیں اور مَیں نے سُنا ہے کہ ہمارے ننھیال سے ان کی کچھ رشتہ داری بھی ہے۔ کسی زمانہ میں غیر مبایعین کے سرگروہوں کے ساتھ ان کے اچھے تعلقات تھے۔ خوب ہوشیار آدمی ہیں۔ اور اب خدا کے فضل سے مبایع ہیں۔

(535) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں مَیں نے ایک خاص بات دیکھی کہ جتنی مرتبہ حضور باہر تشریف لاتے مَیں دوڑ کر السلام علیکم کہتا اور مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھاتا۔ حضور فوراً اپنے ہاتھ میرے ہاتھ میں اس طرح دے دیتے کہ گویا اُس ہاتھ میں بالکل طاقت نہیں ہے یا یہ کہ وہ خالص اس لئے میرے سپرد کیا گیا ہے کہ جو چاہو اس ہاتھ سے برتاؤ کر لو۔ مَیں اس ہاتھ کو لے کر خوب چومتا اور آنکھوں سے لگاتا اور سر پر پھیرتا۔ مگر حضور کچھ نہ کہتے بیسیوں مرتبہ دن میں ایسا کرتا مگر ایک مرتبہ بھی حضور نے نہیں فرمایا کہ تجھے کیا ہو گیا ابھی تو مصافحہ کیا ہے۔ پانچ پانچ منٹ بعد مصافحہ کی ضرورت نہیں۔

(536) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب آتھم کا مباحثہ امرتسر میں ہوا تو پہلے دن حضرت صاحب مع اُن خدّام کے جن کے پاس داخلہ کے ٹکٹ تھے وہاں تشریف لے گئے کیونکہ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ کوٹھی کے دروازہ پر ٹکٹ دیکھے جاتے تھے اور صرف ٹکٹ والے اندر جانے پاتے تھے۔ میں بچہ ہی تھا اور ساتھ چلا گیا تھا۔ محمد کبیر میرا خالہ زاد بھائی بھی ہمراہ تھا۔ ہم نے حضرت صاحب سے کہا کہ ہم بھی اندر چلیں گے۔ اس وقت گو ٹکٹ پورے ہو چکے تھے اور ہم مباحثہ کو پوری طرح سمجھ بھی نہ سکتے تھے۔ مگر حضرت صاحب نے ہماری درخواست پر ایک آدمی ڈپٹی عبداللہ آتھم یا پادری مارٹن کلارک کے پاس بھیجا کہ ہمارے ہمراہ دو لڑکے آگئے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان کو اپنے ہمراہ لے آئیں۔ انہوں نے اجازت دے دی اور ہم سب کے ساتھ اندر چلے گئے۔ کوئی اور ہوتا تو ہم کو واپس گھر بھیج دیتا کہ تمہارا یہاں کوئی کام نہیں مگر یہ حضرت صاحب ہی کی دلداری تھی جو آپ نے ایسا کیا۔

(537) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے دُعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔ مبارکہ بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوبارہ پر گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نورالدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور مَیں ابوبکر ہوں۔ دوسرے دن صبح مبارکہ بیگم سے حضرت صاحب نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے؟ مبارکہ بیگم نے یہ خواب سُنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا یہ خواب اپنی اماں کو نہ سُنانا۔ مبارکہ بیگم کہتی ہیں کہ اس وقت مَیں نہیں سمجھی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ خواب بہت واضح ہے اور اس سے یہ مراد تھی کہ حضرت صاحب کی وفات کا وقت آن پہنچا ہے اور یہ کہ آپ کے بعد حضرت مولوی صاحب خلیفہ ہوں گے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس وقت ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ دوسری روایتوں سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت صاحب اس سفر پر تشریف لے جاتے ہوئے بہت متأمل تھے کیونکہ حضور کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ اسی سفر میں آپ کو سفرِ آخرت پیش آنے والا ہے۔ مگر حضور نے سوائے اشارے کنایہ کے اس کا اظہار نہیں فرمایا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہماری ہمشیرہ کا یہ خواب غیر مبایعین کے خلاف بھی حجت ہے کیونکہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کی طرف صریح اشارہ ہے۔

(538) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری سفر میں لاہور جانے کا ارادہ فرمایا اور سامان اور سواری وغیرہ کا انتظام ہو چکا تو رات کو میاں شریف احمد صاحب کو بخار ہو گیا حضور کو رات کے وقت یہ الہام ہوا **’’مباش ایمن ازبازیٔ روزگار‘‘** جو آپ نے صبح کو سُنایا۔ آپ نے حکم دیا کہ آج کا جانا ملتوی کر دو کل کو دیکھا جائے گا اور حضور علیہ السلام نے پہلے بھی لکھ دیا ہوا تھا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ سے مطلع کیا جا چکا ہے کہ اب میری عمر قریب الاختتام ہے۔ دوسرے روز حضور تشریف لے گئے اور وہاں لاہور ہی حضور کا انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس فارسی الہام کے یہ معنی ہیں کہ زندگی کی چال سے امن میں نہ رہ کہ یہ دھوکہ دینے والی چیز ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ لاہور جا کر حضرت صاحب کو اپنی وفات کے متعلق اس سے بھی زیادہ واضح الہام ہوئے تھے۔ مثلاً ایک الہام یہ تھا کہ **’’مکن تکیہ برعمرِ ناپائدار‘‘** یعنی اس ناپائدار عمر پر بھروسہ نہ کر کہ یہ اب ختم ہو رہی ہے۔ اور ایک الہام جو غالباً آخری الہام تھا یہ تھا کہ اَلرَّحِيْلُ ثُمَّ الرَّحِيْلُ یعنی اب کوچ کا وقت آگیا ہے۔ کوچ کا وقت آگیا ہے۔ اس الہام کے چار پانچ روز کے بعد آپ انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(539) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سفر ملتان کے دوران میں حضرت صاحب ایک رات لاہور میں شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے تھے۔ ان دنوں لاہور میں ایک کمپنی آئی ہوئی تھی۔ اس میں قدِ آدم موم کے بنے ہوئے مجسّمے تھے جن میں بعض پُرانے زمانہ کے تاریخی بُت تھے اور بعض میں انسانی جسم کے اندرونی اعضاء طبّی رنگ میں دکھائے گئے تھے۔ شیخ صاحب مرحوم حضرت صاحب کو اور چند احباب کو وہاں لے گئے اور حضور نے وہاں پھر کر تمام نمائش دیکھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ملتان کا سفر 1897ء میں ہوا تھا۔ اور حضور کو وہاں ایک شہادت کیلئے جانا پڑا تھا۔

(540) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی زندگی کے آخری سالوں میں ایک شخص میاں کریم بخش نامی بیعت میں داخل ہوا اور قادیان میں ہی رہ پڑا یہ شخص بڑا کاریگر باورچی تھا۔ حضرت صاحب جب کبھی اُسے کھانے کی فرمائش کرتے تو اس کا کمال یہ تھا کہ اتنی تھوڑی دیر میں وہ کھانا تیار کر کے لے آتا کہ جس سے نہایت تعجب ہوتا۔ حضرت صاحب فرماتے ،میاں کریم بخش کیا کہنے سے پہلے ہی تیار کر رکھا تھا؟ اور اس کی پُھرتی پر اور عمدہ طور پر تعمیل کرنے پر بڑے خوش ہوتے تھے اور اس خوشی کا اظہار بھی فرمایا کرتے تھے۔ پھر اس خوشی نے اس کو ایسا خوش قسمت کر دیا کہ وہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہوا اور آپ کے عین قدموں کی طرف اسے جگہ ملی۔

(541) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ سیّد محمد علی شاہ صاحب انسپکٹر نظارت بیت المال قادیان نے مجھ سے بیان کیا کہ جب مَیں ابتداء میں حضور کی بیعت کیلئے قادیان آیا تو ارادہ یہ تھا کہ مَیں حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرونگا۔ نماز کے بعد بیعت کا وقت آیا اور لوگ بھی بیعت کیلئے موجود تھے مگر مجھے سب سے پہلے موقعہ ملا۔ اس کے بعد کئی لوگوں نے اپنی نظمیں سُنائیں۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ساکن ترگڑی نے بھی اپنی پنجابی نظم ’’چٹھی مسیح اور اس کا جواب‘‘ سُنایا جسے سُن کر آنحضور مع خدّام خوب ہنسے اور فرمایا ’’اسے شائع کر دو‘‘ دو تین روز کی پاکیزہ صحبت کے بعد مَیں نے حضرت اقدس سے گھر جانے کی اجازت طلب کی۔ فرمایا: ’’ابھی ٹھہرو‘‘ دو تین روز کے بعد پھر اجازت کیلئے عرض کیا۔ فرمایا: ’’ابھی ٹھہرو‘‘ تیسری مرتبہ پھر حضور سے اجازت طلب کی۔ فرمایا کہ ’’اچھا اب آپ کو اجازت ہے‘‘ مَیں نے عرض کیا کہ حضور مَیں کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور میں صرف اکیلا احمدی ہوں اور کاٹھ گڑھ کے اردگرد دس دس میل تک کوئی احمدی نہیں ہے اور ہمارے خاندان سادات میں سے میرے ماموں سلسلہ مقدسہ کے سخت دشمن ہیں اس لئے حضور دعا فرمائیں۔ فرمایا خدا تعالیٰ آپ کو اکیلا نہیں رکھے گا اور آہستہ آہستہ لوگ احمدیت میں داخل ہونے لگے یہاں تک کہ اب کاٹھ گڑھ میں ایک بڑی جماعت ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

مجسمے اگر کسی نیک مقصد کیلئے بنائے جارہے ہیں جس سے علمی یا روحانی ترقی مقصود ہے تو پھر ان کے بنانے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر صرف نمود و نمائش اور دکھاوے کیلئے بنائے جارہے ہیں تو غلط اور ناجائز کام ہے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 29)

سوال: مکرم انچارج صاحب بنگلہ ڈیسک نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ بنگلہ دیش میں قومی ہیروز کے مجسمے بنانے کا رجحان پیدا ہو رہا ہے۔ کیا اسلام میں کسی ہیرو کا مجسمہ بنانا جائز ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 13/دسمبر 2020ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات فرمائیں:

جواب: قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام سے قبل انبیاء کے ادوار میں نیک مقصد کیلئے تصاویر اور مجسمہ سازی کا کام کیا جاتا تھا جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ ایک فرقہ جن ان کے حسب منشاء ان کیلئے مجسمے بناتے تھے۔ (سورۃ سبا: 14) اسی طرح احادیث میں بھی آتا ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل اہل کتاب کے پاس مختلف انبیاء کی تصاویر تھیں، جن میں آنحضور ﷺ کی تصویر بھی تھی۔ (التاریخ الکبیر مؤلفہ ابو عبداللہ اسماعیل بن ابراھیم الجعفی القسم الاوّل من الجزء الاوّل صفحہ 179) علاوہ ازیں بچوں کے کھیلنے کیلئے گڑیاں اور گڈے وغیرہ بھی ہوتے تھے، جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بچپن میں ان کے پاس بھی کھلونوں میں گڑیاں اور پروں والے گھوڑے تھے، جنہیں حضور ﷺ نے بھی دیکھا اور آپ نے ان کے بارے میں کسی قسم کی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں فرمایا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اللعب بالبنات)

لیکن اسکے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رکھنی بہت ضروری ہے کہ آنحضور ﷺ کے عہد مبارک میں چونکہ شرک اور بت پرستی اپنے انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، اس لیے حضور ﷺ نے ہر اس کام کو جس سے ہلکا سا بھی شرک اور بت پرستی کی طرف میلان ہو سکتا تھا، نہایت ناپسند فرمایا اور سختی سے اسکی حوصلہ شکنی فرمائی۔ چنانچہ گھر میں لٹکے ہوئے پردہ یا بیٹھنے والے گدیلے پر تصاویر دیکھ کر حضور ﷺ نے سخت ناگواری کا اظہار فرمایا اور انہیں اتارنے اور پھاڑنے کا ارشاد فرمایا۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ما یجوز من الغضب والشدۃ لامر اللہ، کتاب بدء الخلق باب اذا قال احدکم آمین والملائکۃ فی السماء) اسی طرح حضور ﷺ نے اس زمانے کے مطابق مصوری کے ذریعہ بنائی جانے والی تصاویر کی سختی سے ممانعت فرمائی اور مصوری کے کام کو ناجائز اور مورد عذاب قرار دیا۔ (بخاری، کتاب البیوع، باب بیع التصاویر التی لیس فیھا روح) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بطور حکم و عدل اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش پا پر چلتے ہوئے حضور ﷺ کے نہایت پُر حکمت ارشاد اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی روشنی میں اس مسئلہ کا یہ حل پیش فرمایا کہ جو کام کسی نیک مقصد کیلئے کیا جائے وہ جائز ہے لیکن وہی کام بغیر کسی نیک مقصد کے ناجائز ہوگا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے تبلیغ اور پیغام حق پہنچانے کی خاطر ایک طرف اپنی تصویر کی اشاعت کی اجازت دی، جس پر اس زمانے کے نام نہاد ملاؤں نے اس نیک مقصد کی مخالفت کرتے ہوئے بُرے بُرے پیرایوں میں اسے بیان کیا اور اس کے خلاف دنیا کو بہکایا تو حضور علیہ السلام نے ان مخالفین کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ لوگ تصویر کو اتنا ہی بُرا سمجھتے ہیں تو پھر شاہی تصویر والا روپیہ اور دونیاں اور چونیاں اپنے گھروں اور جیبوں سے باہر کیوں نہیں پھینک دیتے اور اسی طرح اپنی آنکھیں بھی کیوں نکلوا نہیں دیتے کیونکہ ان میں بھی تو اشیاء کا انعکاس ہوتا ہے۔ تو دوسری طرف حضور علیہ السلام نے اسی کام کو کسی جائز مقصد کے بغیر کرنے پر نہایت ناپسند فرمایا اور اسے بدعت قرار دیتے ہوئے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اس مسئلہ کے ان دونوں پہلوؤں کو واضح کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا: ''میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ کوئی میری تصویر کھینچے اور اس کو بت پرستوں کی طرح اپنے پاس رکھے یا شائع کرے۔ میں نے ہرگز ایسا حکم نہیں دیا کہ کوئی ایسا کرے اور مجھ سے زیادہ بت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہوگا۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ آجکل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اوّل خواہشمند ہوتے ہیں کہ اُس کی تصویر دیکھیں کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے۔ اور اکثر اُن کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بباعث ہزار ہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں لہٰذا اُس ملک کے اہل فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے کہ ہم نے آپ کی تصویر کو غور سے دیکھا اور علم فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21 صفحہ 365، 366)

اسی طرح فرمایا: ''وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات اور میرا مذہب یہ نہیں ہے کہ تصویر کی حرمت قطعی ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فرقہ جنّ حضرت سلیمان کیلئے تصویریں بناتے تھے اور بنی اسرائیل کے پاس مدّت تک انبیاء کی تصویریں رہیں جن میں آنحضرت ﷺ کی بھی تصویر تھی اور آنحضرت ﷺ کو حضرت عائشہؓ کی تصویر ایک پارچہ ریشمی پر جبرائیل علیہ السلام نے دکھلائی تھی۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21 صفحہ 365)

آپؑ مزید فرماتے ہیں: ''افسوس کہ یہ لوگ ناحق خلاف معقول باتیں کر کے مخالفوں کو اسلام پر ہنسی کا موقعہ دیتے ہیں۔ اسلام نے تمام لغو کام اور ایسے کام جو شرک کے موید ہیں حرام کئے ہیں نہ ایسے کام جو انسانی علم کو ترقی دیتے اور امراض کی شناخت کا ذریعہ ٹھیرتے اور اہلِ فراست کو ہدایت سے قریب کر دیتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میری جماعت کے لوگ بغیر ایسی ضرورت کے جو کہ مُضطر کرتی ہے وہ میرے فوٹو کو عام طور پر شائع کرنا اپنا کسب اور پیشہ بنالیں کیونکہ اسی طرح رفتہ رفتہ بدعات پیدا ہو جاتی ہیں اور شرک تک پہنچتی ہیں اس لئے میں اپنی جماعت کو اس جگہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ جہاں تک اُن کے لئے ممکن ہو ایسے کاموں سے دست کش رہیں۔ بعض صاحبوں کے میں نے کارڈ دیکھے ہیں اور ان کی پشت کے کنارہ پر اپنی تصویر دیکھی ہے۔ میں ایسی اشاعت کا سخت مخالف ہوں اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص ہماری جماعت میں سے ایسے کام کا مرتکب ہو۔ ایک صحیح اور مفید غرض کیلئے کام کرنا اَور اَمر ہے اور ہندوؤں کی طرح جو اپنے بزرگوں کی تصویریں جابجا در و دیوار پر نصب کرتے ہیں یہ اَور بات ہے۔ ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے لغو کام منجر بشرک ہو جاتے ہیں اور بڑی بڑی خرابیاں ان سے پیدا ہوتی ہیں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21 صفحہ 367)

پس بنگلہ دیش میں بنائے جانے والے یہ مجسمے اگر کسی نیک مقصد کیلئے بنائے جارہے ہیں جس سے علمی یا روحانی ترقی مقصود ہے تو پھر ان کے بنانے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر صرف نمود و نمائش اور دکھاوے کیلئے بنائے جارہے ہیں تو غلط اور ناجائز کام ہے۔

سوال: ایک دوست نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے حضرت علیؓ کے متعلق دریافت فرمایا کہ تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ اسی طرح حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ اور حضرت ابو طالب کیلئے بھی چچا کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور حضرت علیؓ نے حضرت خدیجہؓ کیلئے چچی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اس لفظ کی کچھ وضاحت فرما دیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 13/دسمبر 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: ہر معاشرہ کے کچھ رسم و رواج اور روزمرہ زندگی میں استعمال ہونے والے محاورے ہوتے ہیں، جو اسی معاشرے کو سامنے رکھ کر سمجھے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ بعض خاندانوں میں والد کا کسی شخص سے جو رشتہ ہوتا ہے خاندانی رسم و رواج یا محاورہ کے تحت وہی رشتہ اولاد کیلئے بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ حضرت علیؓ چونکہ حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے، لہٰذا اسی معاشرتی رواج کے تحت حضور ﷺ نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا کہ تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے۔

پھر عرب میں یَا ابْنَ عَمِّ اور یَا ابْنَ أَخِي یعنی اے میرے چچا کے بیٹے اور اے میرے بھتیجے وغیرہ الفاظ کے استعمال کا عام رواج تھا اور اب تک ہے۔ چنانچہ بڑی عمر کا شخص اپنے سے چھوٹی عمر کے شخص کو مخاطب کرنے کیلئے ابْنَ أَخِي یعنی اے میرے بھتیجے کے الفاظ استعمال کرتا ہے اور اسی طرح بیوی اپنے خاوند کا نام لینے کی بجائے یَا ابْنَ عَمِّ یعنی اے میرے چچا کے بیٹے کے الفاظ استعمال کرتی ہے۔

جہاں تک حضرت علیؓ کے حضرت خدیجہؓ کیلئے چچی کے الفاظ استعمال کرنے کا تعلق ہے تو عربی میں پھوپھی اور چچی دونوں کیلئے عَمَّتِی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لگتا ہے آپ نے کسی جگہ عَمَّتِی کا لفظ پڑھ کر اس کا ترجمہ چچی سمجھ لیا ہے جبکہ حضرت خدیجہؓ اور حضرت علیؓ کے حوالے سے اس لفظ کا ترجمہ پھوپھی بنے گا۔ کیونکہ حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوطالب کا نسب پانچویں درجہ پر قصی بن کلاب پر آپس میں ملتا ہے اور اس لحاظ سے حضرت خدیجہؓ رشتہ میں حضرت علیؓ کی پھوپھی لگتی تھیں۔

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں خط لکھا کہ بعض دوستوں کی طرف سے اسکے کزن کی وفات پر نامناسب رویہ کا اظہار کیا گیا ہے، جس پر اسے شدید دکھ ہے۔ نیز اس دوست نے حضور انور سے دریافت کیا کہ کیا اسلام کی مخالفت پر فوت ہونے والے کسی عزیز کیلئے دعا کرنے سے قرآن کریم ہمیں منع فرماتا ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 13/دسمبر 2020ء میں اس بارے میں درج ذیل راہ نمائی فرمائی:

جواب: آپ کے کزن کی وفات پر اگر کسی احمدی نے کسی نامناسب رویہ کا اظہار کیا ہے تو یقیناً اس احمدی نے غلط کیا ہے۔ ہر انسان کی وفات کے بعد اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہو جاتا ہے، وہ جو چاہے اس کے ساتھ سلوک کرے کسی دوسرے شخص کو اس بارے میں کوئی رائے قائم کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہر ایک شخص کا خدا تعالیٰ سے الگ الگ حساب ہے۔ سو ہر ایک کو اپنے اعمال کی اصلاح اور جانچ پڑتال کرنی چاہیے۔ دوسروں کی موت تمہارے واسطے عبرت اور ٹھوکر سے بچنے کا باعث ہونی چاہیے نہ کہ تم ہنسی ٹھٹھے میں بسر کر کے اور بھی خدا تعالیٰ سے غافل ہو جاؤ۔'' (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 217)

باقی جیسا کہ آپ نے عابد خان صاحب کی ڈائری کے حوالے سے اپنے خط میں لکھا ہے، میرا جواب تو آپ نے پڑھ ہی لیا ہے کہ ہم اسے کسی قسم کا کوئی خدائی نشان قرار نہیں دے سکتے کیونکہ آپ کے کزن کا نہ تو جماعت احمدیہ کے ساتھ کوئی مقابلہ چل

رہا تھا اور نہ ہی اس نے جماعت کو کوئی ایسا چیلنج دیا تھا جس سے مقابلہ سمجھا جائے۔

اسلام کسی انسان سے نفرت نہیں سکھاتا بلکہ اس کے فعل سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت لوط علیہ السلام اپنے مخالفین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ میں تمہارے عمل کو نفرت سے دیکھتا ہوں۔ (سورۃ الشعراء: 169) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ہدایت فرمائی کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے استہزاء ہوتا سنو تو ان ہنسی کرنے والوں کے ساتھ اس وقت نہ بیٹھو۔ (سورۃ النساء: 141) گویا انسانوں سے نفرت نہیں بلکہ ان کے عمل سے بیزاری کے اظہار کی تعلیم دی گئی ہے۔

پس اسلام کی تعلیم ہر معاملے میں مکمل اور نہایت خوبصورت ہے۔ اسلام تو سخت ترین معاند کی موت پر بھی خوش ہونے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ اس کی موت پر بھی ایک سچے مومن کو اس لیے دکھ ہوتا ہے کہ کاش یہ شخص ہدایت پا جاتا۔ احمدیت کے سخت ترین دشمن اور ہمارے آقا و مطاع سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اطہر کے بارے میں بدزبانی کرنے والے معاند اسلام پنڈت لیکھرام کی الٰہی پیشگوئیوں کے مطابق جب ہلاکت ہوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی ہلاکت پر بھی اس کی قوم کے لوگوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے فرمایا:

’’ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم دردمند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔ کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کیلئے۔ کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آ جاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کیلئے دعا کرتا۔ اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا۔‘‘

(سراج منیر، روحانی خزائن، جلد 12، صفحہ 28)

باقی جہاں تک اسلام کی مخالفت پر مرنے والے کسی شخص کیلئے دعا کرنے کی بات ہے تو اسلام نے صرف مشرک جو خدا تعالیٰ سے کھلی کھلی دشمنی کا اظہار کرے، اس کیلئے دعائے مغفرت کرنے سے منع فرمایا ہے باقی کسی کیلئے دعا کرنے سے نہیں روکا۔ (سورۃ التوبہ: 114)

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ مَیں نے اپنے بیٹے کے ساتھ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی تیس سال پہلے دودھ پلایا تھا۔ اب میرے بڑے بھائی کے بیٹے کے ساتھ میری بیٹی کا رشتہ تجویز ہوا ہے۔ کیا یہ رشتہ ہو سکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 14/دسمبر 2020ء میں درج ذیل ارشاد فرمایا:

جواب رضاعت کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو رشتے نسب کی بنا پر حرام ہیں اگر رضاعت کی بنا پر قائم ہو جائیں تو رضاعت کی وجہ سے ان رشتوں کی بھی حرمت قائم ہو جاتی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الشہادات) لیکن شرط یہ ہے کہ بچہ نے اپنی دودھ پینے کی عمر میں پانچ مرتبہ سیر ہو کر دودھ پیا ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الرضاع)

اسکے ساتھ یہ بات بھی مدنظر رکھنی ضروری ہے کہ رضاعت کی حرمت صرف دودھ پینے والے بچہ اور آگے اسکی نسل کے ساتھ قائم ہوتی ہے، اس دودھ پینے والے بچے کے دوسرے بہن بھائیوں پر اس رضاعت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پس اس لحاظ سے آپ کی بیٹی کا رشتہ آپ کے اُس بھائی کے بیٹے سے جس نے آپ کا دودھ نہیں پیا ہوا، ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ دونوں خاندانوں کیلئے یہ رشتہ بہت مبارک فرمائے، بچوں کی طرف سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور ہمیشہ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین۔

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار کیا کہ مَیں نے سنا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پہلا سپاہی جس نے قسطنطنیہ میں قدم رکھا جنت میں جائے گا، کیا یہ درست ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 14/دسمبر 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امن و آشتی اور پیار محبت کی تعلیم کے ساتھ دنیا میں مبعوث فرمایا۔ لیکن جب مخالفین اسلام اپنی مخالفت میں حد سے گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی جواباً جہاد کی اجازت دی۔ (سورۃ الحج: 40) جس کے تحت مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی بدولت جہاں مسلمانوں پر حملہ کرنے والوں کو منہ توڑ جواب دیا وہاں مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے ایسے علاقوں اور ممالک پر بھی چڑھائی کی جن میں مسلمانوں کی پُرامن جماعت کو ملیا میٹ کرنے کیلئے سازشیں تیار کی جاتیں اور دوسرے قبائل اور علاقوں کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظلم و بربریت کے خلاف لڑی جانے والے ان جنگوں میں مسلمانوں کی فتح و ظفر کے ساتھ کامیابیوں کی کئی پیشگوئیاں فرمائیں ہیں۔ ان میں سے ایک پیشگوئی یہ بھی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (اس زمانے کی دو بڑی طاقتوں قیصر اور کسریٰ میں سے) قیصر (کی عیسائی حکومت) کے شہر کے خلاف میری امت کے جو لوگ جنگ کیلئے نکلیں گے وہ جنتی ہوں گے۔

(بخاری، کتاب الجہاد والسیر)

اسی طرح ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے والا لشکر اور اس کا امیر کیا ہی اچھا لشکر اور کیا ہی اچھا امیر ہوگا۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر 18189)

ان دونوں احادیث میں مذکورہ پیشگوئی بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی دیگر الٰہی پیش خبریوں کی طرح اپنے وقت پر پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 25/فروری 2021)

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26/فروری 2022ء بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک اسلام آباد (ٹلفورڈ، یو.کے) میں درج ذیل 4 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

☆عزیزہ انعم شیرین چوہدری بنت مکرم راشد احمد چوہدری صاحب (کینیڈا) ہمراہ عزیزم فاطر محمود چوہدری ابن مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب (امیر و مشنری انچارج تنزانیہ)

☆عزیزہ امتہ العظیم بھٹی بنت مکرم فہیم احمد بھٹی صاحب (لندن، یو.کے) ہمراہ عزیزم مسعود نواز ملک ابن مکرم محمود احمد ملک صاحب (لندن، یو.کے)

☆عزیزہ نداعاصم بنت مکرم عرفان عاصم صاحب (تھارٹن ہیتھ، یو.کے) ہمراہ عزیزہ شعیب احمد رشید ابن مکرم عبد الرشید طارق صاحب (لوٹن، یو.کے)

☆عزیزہ عطیۃ العزیز خدیجہ بنت مکرم فاروق احمد خان صاحب (لاہور) ہمراہ عزیزم دانیال ظفر احمد خان ابن مکرم فرخ احمد خان صاحب (لاہور)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 25/دسمبر 2021 بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم اقبال احمد صاحب ابن مکرم قدرت اللہ صاحب (انر پارک لندن)

22/دسمبر 2021ء کو 82 سال کی عُمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق سمندری (ضلع فیصل آباد) سے تھا اور پیشے کے لحاظ سے سکول ٹیچر تھے۔ سمندری میں مقامی سطح پر خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1978ء میں آپ کا ٹرانسفر تعلیم الاسلام ہائی اسکول ربوہ میں ہوا اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ اس دوران دارالنصر غربی میں بطور سیکرٹری مال خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم انتہائی نیک، دیندار، صوم وصلوٰۃ کے پابند، سب کے ساتھ انتہائی پیار و محبت سے پیش آنے والے، کم گو اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک بزرگ انسان تھے۔ پسماندگان میں 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے ایک بیٹے مکرم منصور احمد قمر صاحب مجلس انصار اللہ یوکے میں بطور ایڈیشنل قائد مال خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم حشام احمد باجوہ صاحب
ابن مکرم طاہر محمود باجوہ صاحب (لندن)

7/نومبر 2021 کو 51 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے نانا حضرت عبد الحمید صاحبؓ اور نانی حضرت رسول بی بی صاحبہؓ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ نمازوں میں باقاعدہ، بہت ملنسار، بڑے مہمان نواز ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ آپ مکرم چودھری عبد الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ مرحوم (صدر قضاء بورڈ مرکزیہ ربوہ) کے بھانجے تھے۔

(2) مکرمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ
اہلیہ مکرم عبد الرحمٰن صاحب (ساؤتھ فیلڈز یوکے)

13/نومبر 2021ء کو 83 سال کی عمر میں کینیڈا میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ (کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ) صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی اور حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ (سبز پگڑی والے) کی سمدھن تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، خلافت سے محبت کرنے والی ایک نیک، مخلص اور فدائی خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(3) مکرمہ امۃ الرؤف صاحبہ
(خانیوال، حال یو.کے)

31/اکتوبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ ایک نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں اور اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

اگر آپ کی آواز ارباب حل وعقد، حکومتی نمائندوں تک پہنچ سکتی ہے تو پہنچائیں اور ان کو بتائیں کہ ظلم کبھی نہیں پنپتا

ملک میں بدانتظامی پیدا کرنا، فساد پیدا کرنا یا توڑ پھوڑ کرنا یہ چیزیں ایک حقیقی مومن کو زیب نہیں دیتیں اور نہ اس کی اجازت ہے، اگر فلسطینی حقیقی رنگ میں ایک ہو کے دعا کرنے والے ہوں اور اپنے اخلاق وعادات اور اپنے ایمان کو اس معیار پہ پہنچائیں جہاں اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا ہے اور مومنین کا مددگار ہوتا ہے تو انشاء اللہ حالات بہتر ہو جائیں گے

انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن وہ بھی آئے گا جب اُمت مسلمہ حضرت مسیح موعودؑ کے جھنڈے کے نیچے خانہ کعبہ میں داخل ہوگی

آئندہ بیس پچیس سال جماعتی ترقی کے بہت اہم سال ہیں اور اس میں ہم دیکھیں گے کہ اکثریت انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے نیچے آجائے گی اور یا کم از کم ایک اکثریت ایسی ہوگی جو اس بات کی حقیقت کو تسلیم کرنے والی بن جائے گی کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حیفا (کبابیر) کے افرادِ جماعت کی آن لائن ملاقات

5؍جون 2021ء کو حیفا (کبابیر) کی جماعت کے مرد حضرات کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ للہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آن لائن ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور انور نے اس ملاقات کی صدارت اپنے دفتر اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے فرمائی جبکہ فلسطینی احباب جماعت نے تاریخی مسجد ''مسجد محمودؔ' جو 1931ء میں بنی تھی، سے شرکت کی۔ پروگرام کے مطابق چند ابتدائی تقاریر پیش کیے جانے کے بعد، کبابیر کے رہائشی احمدی مسلمانوں کو حضور انور سے سوالات کرنے کا موقع ملا۔

ایک دوست نے بتایا کہ کبابیر میں جماعت احمدیہ کی صد سالہ تقریبات 2028ء میں منائی جائیں گی اور حضور انور سے راہنمائی طلب کی کہ کس طرح وہ اس تاریخی سنگ میل اور یادگار کو بہترین رنگ میں منا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: بات یہ ہے کہ کوئی دن آنے سے یا ایک مدت پوری ہونے سے مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اصل چیز یہ ہے کہ سو سال پورے ہونے کے لیے آپ لوگ کیا تیاری کر رہے ہیں؟ ...... کتنے ہیں آپ میں سے جنہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنایا ہے؟ کتنے ہیں آپ میں سے جو حقیقی رنگ میں عبادالرحمٰن بن گئے ہیں؟ کتنے ہیں آپ میں سے جن کی عبادتوں کے معیار اعلیٰ ہیں، جو فرائض کے ساتھ نوافل کی ادائیگی بھی کرنے والے ہیں؟ کتنے ہیں آپ میں سے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو آگے اپنے خاندان میں، اپنے قبیلے میں، اپنے لوگوں میں پھیلانے کی نہ صرف خواہش رکھتے ہیں بلکہ اس کے لیے کوشش بھی کر رہے ہیں؟ کتنے ہیں آپ میں سے جن کے بنیادی اخلاق پہلے سے بہت بڑھ کر بہتر ہو چکے ہیں؟ کتنے ہیں آپ میں سے جن کے گھروں میں ایک امن اور صلح اور محبت اور پیار کی فضا قائم ہے؟ کتنے ہیں آپ میں سے جنہوں نے اپنے بچوں کو احمدیت یا حقیقی اسلام کی تعلیم کے بارے میں آگاہ کیا ہے؟ کتنے ہیں آپ میں سے جنہوں نے اس بات پر نظر رکھی ہے کہ آپ کے بچے اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق پروان چڑھیں؟ کتنے ہیں آپ میں سے جنہوں نے آپنے بچوں کے لیے اسلام کی حقیقی تعلیم کو حاصل کرنے کا انتظام کیا ہے؟ کتنے ہیں آپ میں سے جنہوں نے اپنے اردگرد کے ماحول میں یہ اثر قائم کیا کہ یہ وہ مسلمان ہیں جو حقیقی اسلام کا نمونہ ہیں؟ پس یہ باتیں ہیں اور بہت ساری باتیں، اگر یہ آپ کر رہے ہیں اور کر لی ہیں اور ان باتوں کو حاصل کرتے ہوئے آپ سو سال میں داخل ہو رہے ہیں تو پھر آپ سمجھیں کہ آپ اپنی سو سالہ جوبلی کو بڑے اعلیٰ رنگ میں منانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر ان سات سالوں میں کوشش کریں کہ ان باتوں کو حاصل کریں اور اس کے علاوہ بھی جو اسلامی تعلیمات ہیں ان کو حاصل کریں۔ اور ساتھ یہ بھی کہ کتنے ہیں آپ میں سے جو خلافت سے حقیقی تعلق رکھنے والے ہیں اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔ پس یہ باتیں جب آپ کر لیں گے اور اگر نہیں کی تو اس کے لیے کوشش کر لیں گے تو سمجھیں کہ آپ نے اپنی سو سالہ جوبلی حقیقی رنگ میں منائی ہے۔ اور آپ ان سات سالوں میں حقیقی رنگ میں اس کو حاصل کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔

حیفا میں رہنے والے ایک اور فلسطینی نے سوال کیا کہ کس طرح حیفا میں رہتے ہوئے وہ فلسطین کے ساتھ وفاداری نبھا سکتا ہے۔

جواب میں حضور انور نے فرمایا: ایک مسلمان کے لیے تو یہی حکم ہے کہ جس جگہ وہ رہ رہا ہے وہاں کے ملکی قانون کی پابندی کرے۔ اور اگر حکومت ظلم کر رہی ہے تو اس ظلم کی جگہ کو چھوڑ دے، ہجرت کر جائے۔ لیکن یہاں رہتے ہوئے بھی اگر آپ کی آواز ارباب حل وعقد تک پہنچ سکتی ہے، حکومتی نمائندوں تک، تو آواز پہنچائیں اور ان کو بتائیں کہ ظلم کبھی نہیں پنپتا اور یہی ہمارا کام ہے، ہر جگہ، ہر حکومت کو، ہر ظالم کو یہ احساس دلانا کہ ظلم کبھی نہیں پنپا کرتا اور ہم ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والے ہیں۔ اور اس کے لیے پھر بعض دفعہ سختیاں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اب پاکستان میں ایک قانون ہے، احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ وہاں کے قانون کا جہاں تک سوال ہے کہ ہم احمدی اپنے آپ کو غیر مسلم مانیں، کوئی احمدی اس بات کو ماننے کو تیار نہیں۔ قانون یہ کہتا ہے کہ تم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہیں کہہ سکتے۔ کوئی احمدی اس کو ماننے کو تیار نہیں۔ قانون یہ کہتا ہے کہ تم نمازیں نہیں پڑھ سکتے، پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکتے قبلہ رخ ہو کے۔ کوئی احمدی اس کو ماننے کو تیار نہیں۔ اور اس طرح بہت سارے اسلامی احکام ہیں۔ لیکن جو ملک کے دوسرے قوانین ہیں احمدی وہاں ان کی پوری پابندی کر کے رہتے ہیں۔ ایک تو یہ چیز ہے کہ اگر ایسے سخت حالات ہیں ہجرت کر سکیں تو اسلام میں یہ حکم ہے کہ حکومت کے خلاف بغاوت کرنے کی بجائے ظالم حکومت سے ہجرت کر جاؤ یا اگر وہاں رہنا ہے تو پھر اس ظلم کے خلاف آواز اٹھا کے اپنا مدعا بیان کرو۔ اور یہی نمونہ اور یہی اسوہ ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں ملتا ہے۔ باقی ایک احمدی کا یہ کام نہیں کہ توڑ پھوڑ کرے اور ایسی باتیں کرے جس سے ملک اور قوم کو نقصان ہوتا ہو، ایسی حرکتیں کرے جس سے ان لوگوں کا تو کوئی نقصان نہ ہو جو ظلم کرنے والے ہیں بلکہ عوام الناس کا نقصان ہو رہا ہو، اس کے خلاف ہمیں بہرحال کچھ کرنا چاہیے اور ہمیشہ یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم نے حق کی آواز اٹھانی ہے ہر جگہ۔ اور حق کی آواز کے لیے بعض دفعہ ظلم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ ویسے جب فلسطین کا قیام یا اسرائیل کا قیام ہو رہا تھا اس وقت چودھری ظفر اللہ خان صاحب نے United Nations میں جو تقریر کی تھی انہوں نے یہی کہا تھا کہ جب تک ان دونوں قوموں کو برابری کے حقوق نہیں مل جاتے یہاں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اور فلسطینیوں کو بھی اور اسرائیلی اگر رہنا ہے تو پھر دو آزاد ملکوں کی حیثیت سے رہیں۔ کہنے کو تو آپ فلسطین سے آئے ہیں، فلسطین میں ایک علیحدہ حکومت ہے لیکن وہ بھی آزاد حکومت تو نہیں ہے۔ اس کو کوئی دنیا کی حکومت تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے۔ نہ اقوام متحدہ اس کو ماننے کو تیار ہے۔ اس لیے فلسطین میں رہتے ہوئے بھی کم وبیش دباؤ کے زیر اثر ہی آپ رہ رہے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ اسرائیل میں رہ کر آپ قانون کی پابندی کس طرح کریں، فلسطین میں بھی رہ کے آپ کو سختیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں بعض۔ اس کے لیے یہی ہے کہ حکمت سے اپنی آواز اٹھائیں اور ایسے لوگ اکٹھے ہوں جو اس آواز کو ایسے فورَم تک لے کر جائیں، بین الاقوامی فورَم تک، جہاں پھر یہ ایک آزاد فلسطینی حکومت قائم ہو۔ نہ یہ کہ دباؤ میں آئی ہوئی ایک فلسطینی حکومت جس کے پاس اختیار ہی کوئی نہیں۔ تو بہرحال ظلم کے خلاف آواز اٹھانا مومن کا ایک بنیادی فرض ہے یا پھر اس ظلم والی سرزمین سے ہجرت کر جانا یہ دوسرا حکم ہے۔ پس یہ دو باتیں ہیں اس کے علاوہ ملک میں بدانتظامی پیدا کرنا، فساد پیدا کرنا یا توڑ پھوڑ کرنا یہ چیزیں ایک حقیقی مومن کو زیب نہیں دیتیں اور نہ اس کی اجازت ہے۔ تو اس کے لیے بہرحال حکمت اور دعا سے کام کرنا پڑے گا۔ دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا کریں۔ اگر فلسطینی حقیقی رنگ میں ایک ہو کے دعا کرنے والے ہوں اور اپنے اخلاق وعادات اور اپنے ایمان کو اس معیار پہ پہنچائیں جہاں اللہ تعالیٰ دعائیں سنتا ہے اور مومنین کا مددگار ہوتا ہے تو انشاء اللہ حالات بہتر ہو جائیں گے۔

ایک دوست نے سورۃ الفتح آیت 28 کے حوالے سے حضور انور سے پوچھا کہ اس میں مذکور پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں کب پوری ہوگی؟

حضور انور نے فرمایا: یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کام میرے سپرد فرمائے ہیں اور جو میری پیشگوئیاں ہیں اور جو مجھے اللہ تعالیٰ نے الہاماً باتیں بتائی ہیں اور جن کے بارے میں مَیں جماعت کو بتا چکا ہوں وہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پوری ہوں گی۔ یہ کب پوری ہوں گی اُسے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ بھی جب آیت نازل ہوئی تھی تو حضرت عمرؓ کا واقعہ کل ہی میں نے خطبے میں بیان کیا ہے، باقی لوگوں کا بھی بیان کیا ہے، وہاں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نے یہ کہا تھا رؤیا میری صادق ہے اور حج ہم کریں گے اور خانہ کعبہ کا طواف بھی کریں گے لیکن میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ضرور اسی سال کریں گے۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تو اگلے سال کی بات بھی معین نہیں کی تھی لیکن دشمنوں کی طرف سے ہی ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ آخر جلد ہی ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہو گئے۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرمایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اس وقت معین کر کے نہیں بتایا تو میں آپ کو معین کر کے کس طرح بتا سکتا ہوں۔ ٹھیک ہے؟ لیکن یہ یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پیشگوئیاں پوری ہوں گی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کی باتیں ہیں اور ہم نے دیکھا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متعدد پیشگوئیاں پوری ہوئیں، آپ کے الہامات پورے ہوئے، آپ نے جو باتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوب کر کے فرمائی تھیں وہ پوری ہوئیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن وہ بھی آئے گا جب امت مسلمہ حضرت مسیح موعودؑ کے جھنڈے کے نیچے خانہ کعبہ میں داخل ہوگی۔

حاضرین میں سے ایک اَور دوست نے پوچھا کہ حضورِ انور اگلے دس سال میں احمدیہ مسلم جماعت کی ترقی کو کیسا دیکھتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا: جماعتی ترقی تو ہو رہی ہے۔ غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ انسان تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو ترقی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو ہو رہی ہے اور جماعت جس طرح پھیل رہی ہے، ہر ملک میں اور ہر ملک کے کئی شہروں میں جماعت کی بنیاد پڑ گئی ہے، جماعت کا تعارف ہو گیا ہے، اور دنیا کے بڑے بڑے ایوانوں میں بھی جماعت کا تعارف ہو گیا ہے، جماعت کو پہلے سے زیادہ جانا جانے لگ گیا ہے، تو ہمیں امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ دس سال یا اگلے بیس پچیس سال جو ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جماعتی ترقی کے بہت اہم سال ہیں۔ اور اس میں ہم دیکھیں گے کہ اکثریت انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے نیچے آجائے گی۔ اور یا کم از کم ایک اکثریت ایسی ہوگی جو اس بات کی حقیقت کو تسلیم کرنے والی بن جائے گی کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ مسلمانوں میں سے بھی انشاء اللہ۔

ایک اَور دوست نے حضور انور سے ایسے لوگوں کے بارے میں راہنمائی طلب کی جو اچھے کام کرنے کی نیت رکھتے ہیں تاہم وہ قوت ارادی کی کمی کی وجہ سے ایسا کر نہیں پاتے۔

حضور انور نے فرمایا: محض یہ کہہ دینا کہ کسی کا ارادہ تھا، کافی نہیں ہے۔ ارادے کا حتمی یقین اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص اس بارے میں عملی قدم اٹھانے کا فیصلہ کر لے۔ محض دل میں کسی چیز کا خیال آنا یا ارادہ کر لینا تو متذبذب اور مایوس لوگوں کا شیوہ ہے۔ اگر کسی آدمی کی نیت مصمم ہو تو وہ اس کام کو کرنے کیلئے عملی اقدام بھی اٹھاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تم محض اچھی نیتوں کی وجہ سے اجر دیے جاؤ گے بلکہ ہر کسی کو چاہیے کہ محض نیت سے ہی نہیں بلکہ اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے ہدف کو حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کرے پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 15؍جون 2021)

......☆......☆......☆......

مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور آپؐ کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 12 /نومبر 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زہد و تقویٰ کا کیا عالم تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا : حضرت حفصہ بنتِ عمرؓ نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ اَے امیر المومنین! آپ اپنے کھانے سے زیادہ نرم غذا کھایا کریں اور اپنے اس لباس سے زیادہ نرم لباس پہنا کریں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تم سے ہی اس امر کا فیصلہ چاہوں گا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں کتنی سختیاں گزارنی پڑیں۔ راوی کہتے ہیں کہ آپؓ مسلسل حضرت حفصہؓ کو آنحضرت ﷺ کی سختیاں یاد دلاتے رہے یہاں تک کہ اُنہیں رُلا دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جہاں تک مجھ میں طاقت ہوگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی زندگیوں کی سختی میں شامل رہوں گا تا کہ شاید میں ان دونوں کی راحت کی زندگی میں بھی شریک ہو جاؤں۔

سوال کھانے پینے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس قدر احتیاط برتتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا : ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے سامنے سرکہ اور نمک رکھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ دو کھانے کیوں رکھے گئے ہیں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک کھانے کا حکم دیا ہے۔ آپؓ سے عرض کیا گیا نمک اور سرکہ دونوں مل کر ایک سالن ہوتا ہے مگر آپؓ نے کہا نہیں یہ دو ہیں۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا مثال کیوں دی؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے مطالبات کے ضمن میں یہ مثال بیان فرمائی۔ آپؓ نے فرمایا: مَیں حضرت عمرؓ والا مطالبہ نہیں کرتا اور یہ نہیں کہتا کہ نمک ایک سالن ہے اور سرکہ دوسرا اگر یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آج سے تین سال کیلئے ہر احمدی جو تحریک جدید کے جنگ میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہے یہ اقرار کرے کہ وہ آج سے صرف ایک سالن استعمال کرے گا۔

سوال حضرت عمرؓ نے جب مسلمان افسروں کو ریشم کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا : حضرت عمرؓ ایک دفعہ ملک شام کو تشریف لے گئے وہاں بعض صحابہ نے ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بُرا منایا اور ان سے کہا کہ تم اب ایسے آسائش پسند ہو گئے ہو کہ ریشمی کپڑے پہنتے ہو۔ اس پر ان صحابہ میں سے ایک نے کرتہ اٹھا کر دکھایا تو معلوم ہوا کہ اس نے نیچے موٹی اون کا سخت کرتہ پہنا ہوا تھا۔ اس نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ یہاں کے لوگ بچپن سے ایسے امراء کو دیکھنے کے عادی ہیں جو نہایت شان و شوکت سے رہتے تھے۔ پس ہم نے بھی ان کی رعایت سے اپنے لباسوں کو ملکی سیاست کے طور پر بدلا ہے ورنہ ہم پر ان کا کوئی اثر نہیں۔

سوال حضرت عمرؓ ریاکاری اور دکھاوے کے کس قدر خلاف تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا : حضرت عمرؓ دکھاوے اور شان و شوکت والے لباس کے اس قدر خلاف تھے کہ مفتوح دشمن کیلئے بھی یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ وہ کوئی ایسا لباس پہن کے ان کے سامنے آئے جو شان و شوکت والا ہو۔ چنانچہ فارسیوں کا سپہ سالار ہُرمُزان جب ایک قیدی کے طور پر حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا اور صحابہ نے کہا کہ یہ ہُرمُزان ہے آپؓ اس سے بات کرلیں تو حضرت عمرؓ نے کہا ہرگز نہیں یہاں تک کہ وہ اپنا زرق برق لباس اور زیورات اُتار دے۔ یہ سب کچھ اتارا گیا اور پھر حضرت عمرؓ نے اس سے بات کی۔

سوال حضرت عمرؓ نے ایک موقع پر اپنے کندھے پر پانی کا مشکیزہ کیوں اُٹھایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت عُروَہ بن زُبیرؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے عمر بن خطابؓ کو کندھے پر پانی کا ایک مشکیزہ اٹھائے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا: اَے امیر المومنین! آپؓ کیلئے یہ مناسب نہیں ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ جب وفود اطاعت اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے پاس آئے تو میرے دل میں اپنی بڑائی کا احساس ہوا اس لیے میں نے اس بڑائی کو توڑنا ضروری سمجھا۔

سوال ضَجْنَان کی گھاٹی کا کون سا واقعہ حضرت عمرؓ نے صحابہ کو سنایا؟

جواب حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطبؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ مکہ سے قافلے کی صورت میں واپس آ رہے تھے یہاں تک کہ ہم ضَجْنَان کی گھاٹیوں میں پہنچے تو لوگ رک گئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اس جگہ پر وہ وقت بھی یاد ہے جب میں اپنے والد خطاب کے اونٹ پر ہوتا تھا اور وہ بہت سخت طبیعت کے انسان تھے۔ ایک مرتبہ میں ان اونٹوں پر لکڑیاں لے کر جاتا تھا اور دوسری مرتبہ ان پر گھاس لے کر جاتا تھا۔ آج میرا یہ حال ہے کہ لوگ میرے علاقے کے دُور دراز میں سفر کرتے ہیں اور میرے اوپر کوئی نہیں۔

سوال اس واقعہ کو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے کس رنگ میں بیان کیا؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ حج سے آتے ہوئے ایک درخت کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو بے تکلف تھے انہوں نے جرأت کی اور وجہ پوچھی آپؓ نے فرمایا کہ ایک وقت تھا جب میں اپنے ایک اونٹ کو چراتا تھا اور اس درخت کے نیچے میرے والد نے مجھے بہت زجر و توبیخ کی تھی اور اب یہ وقت ہے کہ اونٹ تو کیا کئی لاکھ آدمی میری آنکھ کے اشارے پر جان دینے کو تیار ہیں۔

سوال ایک شخص نے جب حضرت عمرؓ کی تعریف کی تو آپؓ نے اُسے کیا کہا؟

جواب حضور انور نے فرمایا : ایک جماعت نے عمر بن خطاب سے کہا اَے امیر المومنین! اللہ کی قسم ہم نے کسی شخص کو آپ سے زیادہ انصاف کرنے والا، زیادہ حق گو اور منافقین پر سختی کرنے والا نہیں دیکھا۔ بیشک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ہیں۔ عوف بن مالک نے اُس کہنے والے شخص کو کہا کہ اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ بولا ہے۔ یقیناً ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے بہتر کو دیکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا اَے عوف! وہ کون ہے؟ عوف نے کہا ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا عوف نے سچ بولا اور اس شخص کو کہا کہ تم نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! ابوبکرؓ مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہیں اور میں اپنے گھر والوں کے اونٹوں سے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہوں۔

سوال حضرت عمرؓ نے عورت کے جنین کے اسقاط پر دیت کا فیصلہ کس طرح کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ نے لوگوں سے عورت کے جنین کے اِسقاط کی صورت میں اس کی دیت کے بارے میں مشورہ کیا۔ مغیرہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام یا لونڈی کی قیمت بطور دیت ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ایسا شخص لاؤ جو تمہارے ساتھ اس بات کی گواہی دے۔ پھر محمد بن مَسْلَمہ نے گواہی دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فیصلہ کیا تھا۔ حضور انور نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ ظلم کی وجہ سے یا زبردستی کسی عورت کا اِسقاط کروایا جائے تو پھر اس کی دیت دینی ضروری ہے۔

سوال حضرت عمرؓ کی حق گوئی کے متعلق آنحضرت ﷺ کا کیا ارشاد ہے؟

جواب حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے حق کو عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔

سوال قول صادق عمرؓ کی زبان سے جاری ہوتا ہے، آنحضرت ﷺ نے یہ کب کہا تھا؟

جواب مکہ پر چڑھائی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بتایا تو اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ نے تو ان سے معاہدہ کیا ہوا ہے اور پھر وہ آپؐ کی اپنی قوم ہے۔ کیا آپؐ اپنی قوم کو ماریں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اپنی قوم کو نہیں ماریں گے معاہدہ شکنوں کو ماریں گے۔ پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا تو انہوں نے کہا بسم اللہ! میں تو روز دعائیں کرتا تھا کہ یہ دن نصیب ہو اور ہم رسول اللہؐ کی حفاظت میں کفار سے لڑیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکرؓ بڑا نرم طبیعت کا ہے مگر قول صادق عمرؓ کی زبان سے زیادہ جاری ہوتا ہے۔

سوال آنحضرت ﷺ نے قیامت کے دن حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ کا کس طرح اُٹھائے جانے کا ذکر فرمایا؟

جواب حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور آپ اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے ان میں سے ایک آپ کے دائیں جانب تھے اور دوسرے بائیں جانب اور آپ ان دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اسی طرح ہم قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔

سوال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا مرتبہ بیان فرمایا؟

جواب حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: اَے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر انسان! اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنو! اگر تم ایسا کہہ رہے ہو تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو۔

......☆......☆......☆......

اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اللہ کو اُس سے عافیت طلب کرنا محبوب ہے

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہئے کہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22/ اکتوبر 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے خطبہ جمعہ کے شروع میں کون سی آیت تلاوت کی۔

جواب حضور انور نے سورۃ البقرہ آیت 187 کی تلاوت کی۔ آیت اور اسکا ترجمہ یہ ہے: وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ ترجمہ:: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

سوال رمضان المبارک کے شروع ہوتے ہی لوگوں میں کیا بدلاؤ آتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا : لوگ مسجدوں کی طرف بھی زیادہ رخ کرتے ہیں، فجر کی نماز کی حاضری عام دنوں سے زیادہ ہوجاتی ہے، دُنیاوی دھندے چھوڑ کر، آرام دہ بستروں کو چھوڑ کر، صبح اٹھنے، تہجد پڑھنے، روزہ رکھنے اور پھر مسجد میں آنے، ایک خدا کی عبادت کرنے، اپنی غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں کو بخشوانے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ برکتوں والا مہینہ ہے اور اس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں نماز تہجد پڑھنے والے کو کیا بشارت دی؟

جواب آنحضرت ﷺ نے فرمایا : جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

سوال حدیث میں جو ایمان کے تقاضے کی بات ہے اس کی حضور انور نے کیا تشریح فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایمان کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ گیارہ مہینے عبادت کی طرف توجہ نہ ہو اور بارہویں مہینے توجہ پیدا ہو جائے تا کہ گزشتہ گناہ بخشے جائیں، نہیں بلکہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جو عہد تم نے اللہ سے کیا ہے اس کو سارا سال نبھانا ہے اور جو تبدیلیاں ایک رمضان میں پیدا

کی ہیں ان کو مستقل زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔

سوال آیت میں عبادی سے کون لوگ مُراد ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے کہ میرے بندے سے یہاں مراد عاشقانِ الٰہی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ایک سچا عاشق اپنے محبوب کی ہر بات مانتا ہے۔

سوال رمضا المبارک میں قرآن کریم کی تلاوت کس انداز سے کرنی چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں سات سو احکامات ہیں لہٰذا جب رمضان میں قرآن کریم کا مطالعہ کریں گے اور گہرائی سے مطالعہ کریں گے، ترجمہ پڑھیں گے تو ان احکامات کا بھی پتہ لگ جائے گا اور پھر ان پر عمل کی کوشش بھی ہوگی۔

سوال اللہ کن لوگوں کا دوست ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہوتا ہے جو ایمان لاتے ہیں۔

سوال ایمان کی کیا علامت ہوتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا ایمان یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی سچی اطاعت کی جائے۔ ایمان اور اعمال صالحہ ایسی چیزیں ہیں جو ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اس لئے اعمال صالحہ بجالائیں، نیک اعمال بجالائیں۔

سوال قبولیت دُعا کی کیا شرائط ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا پہلی تو یہی کہ اسکا عبد بن کے رہنا ہے، خالص اس کا ہونا ہے، خالص ہو کر اس کی عبادت کرنی ہوگی، اس کو سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھنا ہوگا، پھر یہ کہ جب بھی مانگنا ہے اسی سے مانگنا ہے، یہ نہیں کہ دل میں چھوٹے چھوٹے خدا بنائے ہوں۔

سوال حضور انور نے چوہدری محمد ظفر اللہ صاحب کی ایمانی جرأت کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ ایک دفعہ ان کی ملکہ سے کوئی میٹنگ تھی، جب نماز کا وقت آ گیا تو انہوں نے بڑی بے چینی سے اپنی گھڑی دیکھنی شروع کر دی، ملکہ نے وجہ پوچھی تو اُنہوں نے بتایا کہ ایک خدا ہے جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور اب میرا اس کی عبادت کا وقت ہے۔

سوال دعاؤں میں مستقل مزاجی کے متعلق حضور انور نے کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی دعائیں سنتا ہے جو بے صبری نہیں دکھاتے اور یہ نہیں کہتے کہ میں نے بہت دعائیں کرلیں اور اللہ تعالیٰ تو سنتا ہی نہیں۔ حضور انور نے فرمایا یہ کفر ہے، ایمان سے دُور لے جانے والی باتیں ہیں، ایک مومن کو ہمیشہ اس سے بچنا چاہئے۔

سوال دعاؤں کی اہمیت اور فضیلت پر حضور انور نے کون سی حدیث بیان فرمائی؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جس کیلئے باب الدعا کھولا گیا تو گویا اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ اس سے عافیت طلب کرنا محبوب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا اُس ابتلا کے مقابلے پر جو آ چکا ہے اُسکے مقابلہ پر جو ابھی نہ آیا ہو، نفع دیتی ہے۔ اَے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو۔

سوال ہر رات خدا تعالیٰ قریبی آسمان میں نزول فرماتا ہے تو وہ اپنے بندوں سے کیا چاہتا ہے؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا ربّ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو دوں؟، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔

سوال جو چاہتا ہے کہ تکلیف کے وقت اس کی دعا قبول ہو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہئے کہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے۔ حضور انور نے فرمایا: یہ حدیث بھی ہمیں یہ بتا رہی ہے کہ صرف تکلیف اور ضرورت کے وقت ہی اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارنا بلکہ مستقل اسکے آگے جھکے رہنا ہے۔

سوال مشکل کی گھڑی میں کون سی دعا پڑھنی چاہئے؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذوالنون یعنی حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں جو دعا کی وہ یہ ہے کہ لَآاِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اس دعا کو جو بھی مسلمان کسی ابتلاء کے وقت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائے گا۔

سوال رحم و کرم کرنے اور بندوں کی دعا قبول کرنے کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی کیا عادت ہے؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا ہے، بڑا کریم اور سخی ہے جب بندہ اس کے حضور دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دُعا کی کیا فضیلت بیان فرمائی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اَور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تُند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔ مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ ☆☆

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

تھا۔ اس پر کرم دین غضبناک ہو گیا اور اسکی مسیح موعود علیہ السلام سے ساری عقیدت کافور ہو گئی، وہ آپؑ کا دشمن بن گیا۔ اس نے دو مقدمے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کیے۔ آپؑ نے اپنے ایک منظوم کلام میں فرمایا:

دیکھو وہ بھیں کا شخص کرم دیں ہے جس کا نام   **لڑنے میں جس نے نیند بھی اپنے پہ کی حرام**
جس کی مدد کے واسطے لوگوں میں جوش تھا   جس کا ہر ایک دُشمنِ حق عیب پوش تھا
جس کا رفیق ہو گیا ہر ظالم و غَوِی!   جس کی مدد کے واسطے آئے تھے مولوی
اِن میں سے ایسے تھے کہ جو بڑھ بڑھ کے آتے تھے   اپنا بیاں لکھانے میں کرتب دکھاتے تھے
ہشیاری مستغیث بھی اپنی دِکھاتا تھا   سَو سَو خلافِ واقعہ باتیں بناتا تھا
پر اپنے بدعمل کی سزا کو وہ پا گیا   ساتھ اس کے یہ کہ **نام بھی کاذب رکھا گیا**
کذاب نام اُس کا دفاتر میں رہ گیا   چالاکیوں کا فخر جو رکھتا تھا بہہ گیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دونوں مقدموں میں قبل از وقت برأت کی بشارت دی۔ آپؑ نے چشمہ معرفت رُوحانی خزائن جلد 23 صفحہ 263 میں فرمایا ہے کہ ’’پانچ موقعے آنحضرت ﷺ کیلئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا‘‘ پھر فرمایا کہ ’’یہ عجیب اتفاق ہے کہ میرے لئے بھی پانچ موقعے ایسے پیش آئے تھے جن میں عزت اور جان نہایت خطرہ میں پڑ گئی تھی۔‘‘ ان میں سے دو موقعے یہی تھے یعنی کرم دین کے دو مقدمات، دونوں مقدمے اس نے جہلم کی عدالت میں کئے تھے مگر دوسرا مقدمہ بعد میں منتقل ہو کر گورداسپور کی عدالت میں آ گیا۔ گورداسپور کا مجسٹریٹ ایک کٹّر آریہ لالہ چندولال تھا جو آپؑ کی دشمنی پر اُتر آیا اور ہر قیمت پر آپؑ کو سزا دینے کے حق میں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک نہیں چلنے دی۔ اس مقدمہ میں مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی کرم دین کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے اور بیان دیا کہ ’’میں مستغیث کو عالم، مولوی اور مسلمانوں کا لیڈر سمجھتا ہوں، لئیم سخت تحقیر کا کلمہ ہے‘‘ جب لالہ چندولال حضرت مسیح موعودؑ کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی پوری تیاری کر چکا تو عین موقع پر حکومت نے بعض مصالح کی بنا پر اسے ڈی گریڈ کر کے ملتان بھیج دیا۔ چندولال کی جگہ آتمارام مجسٹریٹ مقرر ہوا یہ چندولال سے کہیں زیادہ خطرناک نکلا۔ اس نے یہ سازش رچی کہ بروز ہفتہ عدالت بند ہونے سے کچھ دیر پہلے فیصلہ سنایا جائے اور بھاری جرمانہ مسیح موعودؑ پر لگایا جائے اور فوری جرمانہ ادا نہ کرنیکی صورت میں کم ازکم دو دن ضرور قید خانہ میں رکھا جائے۔ اور اس نے ایسا ہی کیا لیکن جب فیصلہ سنتے ہی جرمانے کی رقم رکھ دی گئی تو آتمارام کا رنگ فق ہو گیا۔ لالہ آتمارام پر اللہ کا قہر اس طرح نازل ہوا کہ اس کے دو بیٹے یکے بعد دیگرے ایک ماہ کے اندر مر گئے اور آتمارام کے گھر میں صف ماتم بچھ گیا اور آتمارام اس غم میں نیم پاگل ہو گیا۔

7/جنوری 1905 کو ڈویژنل جج امرتسر مسٹر اے. اِی. ہری صاحب نے کرم دین کے متعلق فیصلہ سنایا کہ ’’مستغیث کذاب اور لئیم وغیرہ الفاظ کا بالکل مستحق تھا تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگا سکیں کہ مستغیث کے فعل اور قول کی کیا وقعت ہونی چاہئے۔‘‘ اور سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حکیم فضل دین صاحب کے متعلق لکھا کہ بری کئے جاتے ہیں اور ان کا جرمانہ واپس دیا جائے۔ (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 294)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جس نے ناحق ظلم کی رہ سے کیا تھا مجھ پہ وار   اہل تقویٰ تھا کرم دیں بھی تمہاری آنکھ میں
فتح کی دیتی تھی وحیِ حق بشارت بار بار   بے معاون مَیں نہ تھا، تھی نصرتِ حق میرے ساتھ
اب مٹا سکتا نہیں یہ نام تا روزِ شمار   **نام بھی کذاب اس کا دفتروں میں رہ گیا**

کرم دین کے پہلے مقدمہ کے سلسلہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جہلم کا سفر اختیار فرمایا، اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں:

جب میں 1904ء میں کرم دین کے فوجداری مقدمہ کی وجہ سے جہلم میں جا رہا تھا تو راہ میں مجھے الہام ہوا اُرِیْكَ بَرَكَاتٍ مِّنْ كُلِّ طَرَفٍ یعنی میں ہر ایک پہلو سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا اور یہ الہام اُسیوقت تمام جماعت کو سُنا دیا گیا بلکہ اخبار الحکم میں درج کر کے شائع کیا گیا اور یہ پیشگوئی اِس طرح پر پوری ہوئی کہ جب میں جہلم کے قریب پہنچا تو تخمیناً دس ہزار سے زیادہ آدمی ہو گا کہ وہ میری ملاقات کیلئے آیا اور تمام سڑک پر آدمی تھے اور ایسے انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدے کرتے تھے اور پھر ضلع کی کچہری کے اِردگرد اِس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ حکام حیرت میں پڑ گئے۔ گیارہ سو آدمیوں نے بیعت کی اور قریباً دو سو کے عورت بیعت کر کے اِس سلسلہ میں داخل ہوئی اور کرم دین کا مقدمہ جو میرے پر تھا خارج کیا گیا اور بہت سے لوگوں نے ارادت اور انکسار سے نذرانے دیئے اور تحفے پیش کئے اور اس طرح ہم ہر ایک طرف سے برکتوں سے مالا مال ہو کر قادیان میں واپس آئے اور خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے وہ پیشگوئی پوری کی۔ (حقیقۃ الوحی رُخ جلد 22 صفحہ 263)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

(منصور احمد مسرور) ......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگرکسی صاحب کوکسی وصیت پرکوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کومطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10525: مَیں منصورہ بیگم ہوڈری زوجہ مکرم فضل اللہ حسین ہوڈری صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 52 سال پیدائشی احمدی، ساکن مسلم پورہ ڈاکخانہ یادگیر صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 9/جنوری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: لچھا 6 گرام، انگوٹھی 2 گرام، کان کی بالیاں 2 گرام، ٹاپس 2 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: چین 15 تولہ،حق مہر:-/15,000 روپئے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت یکم اپریل 2022ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رضوان الحق ہوڈری　　الامۃ: منصورہ بیگم ہوڈری　　گواہ: نورالحق ہوڈری

مسل نمبر 10526: مَیں امۃ الشافی زوجہ مکرم رضوان الحق ہوڈری صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 24 سال پیدائشی احمدی، ساکن مسلم پورہ ڈاکخانہ یادگیر صوبہ کرناٹک، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 9/جنوری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 2 انگوٹھیاں وزن 5 گرام، چین 10 گرام، بالیاں 4 گرام، نکلیس 2 تولہ (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب 5 تولہ، حق مہر: ایک لاکھ روپئے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت یکم اپریل 2022ء سے نافذ کی جائے۔

گواہ: رضوان الحق ہوڈری　　الامۃ: امۃ الشافی　　گواہ: جاوید احمد ندیم

مسل نمبر 10527: مَیں وزیرہ مقبول بنت مکرم محمد مقبول راتھر صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 30 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاری پاری گام صوبہ جموں اینڈ کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 23/جنوری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مظفر احمد شیخ　　الامۃ: وزیرہ مقبول　　گواہ: خورشید احمد راتھر

مسل نمبر 10528: مَیں شگفتہ نذیر زوجہ مکرم محمد یوسف پنڈت صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال پیدائشی احمدی ساکن جماعت احمدیہ آسنور تحصیل دمحال ہانجی پورہ ضلع کولگام صوبہ جموں اینڈ کشمیر، بقائمی ہوش و حواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 7/دسمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زمین 1 کنال اور 1.5 کنال، زیور طلائی: 2 جوڑی بالی، 1 انگوٹھی، حق مہر:-/30,000 روپئے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ سالانہ -/20,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: خواجہ مسعود احمد ڈار　　الامۃ: شگفتہ نذیر　　گواہ: ثاقب عمر ڈار

مسل نمبر 10529: مَیں تبسم سلطانہ زوجہ مکرم حمید خان صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 40 سال پیدائشی احمدی، ساکن عبدالحمید (مسلم محلہ) وارڈ نمبر 4 کشن گنج (باران) صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 9/فروری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور نقرئی: 200 گرام، زیور طلائی: ناک کی بالی، حق مہر:-/25,000 روپئے، زمین 4 بیگھا (زیر مقدمہ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: اعظم بیگ معلم سلسلہ　　الامۃ: تبسم سلطانہ　　گواہ: عبدالغنی معلم سلسلہ

مسل نمبر 10530: مَیں سفیر احمد چیچی ولد مکرم بشیر احمد چیچی صاحب،قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن طاہر آباد (آسنور) ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 21/دسمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مظفر احمد شاہد　　العبد: سفیر احمد چیچی　　گواہ: جاوید

مسل نمبر 10531: مَیں راضیہ احمد امین بنت مکرم مرزا ں ارشد اللہ بیگ صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 25 سال پیدائشی احمدی، ساکن اے بی گارڈ ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 1/فروری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔7 مرلہ زمین پر تعمیر شدہ مکان بمقام قادیان (والدہ اور 3 بہنوں میں مشترکہ) طلائی زیورات: 20 تولہ 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: امۃ المتین　الامۃ: راضیہ احمد امین　　گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10532: مَیں خولہ راحت سمین بنت مکرم مرزا ں ارشد اللہ بیگ صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 23 سال پیدائشی احمدی، ساکن اے سی گارڈ ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش و حواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 1/فروری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔7 مرلہ زمین پر تعمیر شدہ مکان بمقام قادیان (والدہ اور 3 بہنوں میں مشترکہ) طلائی زیورات: 4 تولہ 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: امۃ المتین　　الامۃ: خولہ راحت سمین　　گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10533: مَیں غزالہ کوکب بنت مکرم حامد اللہ غوری صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن سنتوش نگر کالونی ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 5/جنوری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حامد اللہ غوری　　الامۃ: غزالہ کوکب　　گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10534: مَیں ساجدہ شجر بنت مکرم حامد اللہ غوری صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن سنتوش نگر کالونی ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 5/جنوری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حامد اللہ غوری　　الامۃ: ساجدہ شجر　　گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10535: مَیں سلونا گلزار بنت مکرم صدیق محمد صاحب،قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: Natuvilakam (Rhalgunan road) ڈاکخانہ Kadalayi ضلع کنور صوبہ کیرالہ، موجودہ پتا: Fathimas (Thavakkara) ڈاکخانہ Kadalayi ضلع کنور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 8/فروری 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: شمس الدین.ٹی　　الامۃ: سلونا گلزار　　گواہ: جویریا گوہر.یو

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

Ahmad Travels Qadian

Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 24 - March - 2022 Issue. 12

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

یہ بھی خلافت کی برکات میں سے ہے کہ خلیفہ وقت شریعت کو قائم کرنے کیلئے پوری کوشش کرتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہم اس مقام پر کھڑے تھے کہ اگر اللہ ابوبکر صدیق کے ذریعہ سے ہماری مدد نہ فرماتا تو ہلاکت یقینی تھی

مکرم مبارک نذیر صاحب بڑے بےنفس متوکل علی اللہ دعاگو قناعت پسند، بڑے درویش صفت تھے، ان کو دیکھ کر مجھے ہمیشہ حقیقی بزرگ دیکھنے کا احساس پیدا ہوتا تھا

آجکل دنیا کے حالات کیلئے دعائیں کرتے رہیں ان میں کمی نہ کریں، یہ دعا کریں کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگ جائے یہی ایک حل ہے دنیا کو تباہی سے بچانے کا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18/ مارچ 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی کے ذکر میں مانعین زکوۃ کے متعلق ذکر ہو رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے اکثر قبائل مرتد اور باغی ہو گئے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ ان باغی قبائل کے وفود مدینہ آئے اور انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے ملاقات کی اور کہا کہ ہم نماز پڑھتے رہیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو حق پر راسخ کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اگر یہ اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دیں گے تو مَیں ان سے جہاد کروں گا۔ حضرت ابوبکر کا مؤقف اور آپ کا عزم دیکھ کر مانعین زکوٰۃ کے وفود مدینہ سے واپس چلے گئے۔ ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے قبائل سے کہا کہ اس وقت مدینہ میں بہت کم آدمی ہیں اور انہیں حملہ کرنے کی ترغیب دلائی جبکہ دوسری طرف حضرت ابوبکر بھی غافل نہ تھے۔ آپؓ نے مدینہ کے تمام ناکوں پر باقاعدہ پہرے متعین کر دیئے۔ حضرت ابوبکر کا اندازہ بالکل درست نکلا ان لوگوں نے واپس جانے کے صرف تین دن بعد ہی رات کے وقت مدینہ پر حملہ کر دیا۔ پہرے داروں نے حضرت ابوبکر کو دشمن کی پیش قدمی کی اطلاع دینے کیلئے آدمی دوڑائے۔ حضرت ابوبکر نے پیغام بھجوایا کہ سب اپنی اپنی جگہ پر جمے رہیں جس پر تمام فوج نے ایسا کیا پھر حضرت ابوبکر مسجد میں موجود مسلمانوں کو لے کر اونٹوں پر سوار ہو کر ان کی طرف روانہ ہوئے اور دشمن پسپا ہو گیا۔ مسلمانوں نے اپنے اونٹوں پر ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ ذوقصہ جا پہنچے۔ حملہ آوروں کی کمک والا گروہ چمڑے کی مشکیزوں میں ہوا بھر کر اور ان میں رسیاں باندھ کر مسلمانوں کے مقابلے کیلئے نکلا اور انہوں نے ان مشکیزوں کو اپنے پیروں سے ضرب لگا کر اونٹوں کے سامنے لڑھکا دیا مسلمانوں کے تمام اونٹ ان سے اس طرح بدک کر بھاگے کہ وہ مسلمانوں سے جو اُن پر سوار تھے کسی طرح بھی سنبھل نہ سکے یہاں تک کہ وہ مدینہ پہنچ گئے۔ البتہ اس سے مسلمانوں کا کوئی نقصان نہ ہوا اور نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز آئی۔ مسلمانوں کی اس بظاہر پسپائی سے دشمنوں کو یہ گمان ہوا کہ مسلمان کمزور ہیں ان میں مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔ اس خام خیالی میں انہوں نے اپنے ان ساتھیوں کو جو ذوالقصہ میں فروکش تھے اس واقعہ کی اطلاع دی وہ اس خبر پر بھروسہ کر کے لڑائی کیلئے تیار ہو گئے مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ نے ان کے متعلق کچھ اور ہی فیصلہ کیا ہے جس کو وہ بہرحال نافذ کر کے چھوڑے گا۔ رات بھر حضرت ابوبکر اپنی فوج کی تیاری میں مصروف رہے اور سب کو تیار کر کے رات کے پچھلے پہر پوری فوج کو ترتیب دے کر پیدل روانہ ہوئے۔ ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی تھی کہ مسلمان اور منکرین زکوۃ ایک ہی میدان میں تھے۔ مسلمانوں کی کوئی آہٹ اور بھنک بھی نہ ان کو مل سکی کہ مسلمانوں نے ان کو تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا اور منکرین نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی۔

یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دی۔ ابوبکر کے عہد کی یہ پہلی لڑائی بڑی حد تک جنگ بدر سے مشابہ ہے۔ جس طرح جنگ بدر دوررَس نتائج کی حامل تھی اسی طرح اس جنگ میں بھی مسلمانوں کی فتح نے اسلام کے مستقبل پر گہرا اثر ڈالا۔ حضرت ابوبکر کی قیادت و رہنمائی میں منکرین زکوۃ کے حملوں کا سدباب ہوتے ہی دیگر کمزور اور متذبذب قبائل یکے بعد دیگرے اپنی زکوۃ لے کر مدینہ کی طرف آنے لگے۔

منکرین زکوۃ پر فتح پانے اور حضرت ابوبکر کی شجاعت اور عزم کا ذکر کرتے ہوئے عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ہم اس مقام پر کھڑے تھے کہ اگر اللہ ابوبکر صدیق کے ذریعہ سے ہماری مدد نہ فرماتا تو ہلاکت یقینی تھی۔ ہم سب مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ ہم زکوۃ کے اونٹوں کی خاطر دوسروں سے جنگ نہیں کریں گے اور اللہ کی عبادت میں مصروف ہو جائیں گے یہاں تک کہ ہمیں مکمل غلبہ حاصل ہو جائے لیکن ابوبکر صدیق نے منکرین زکوۃ سے لڑنے کا عزم کر لیا۔

ایک موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو اس وقت سارا عرب مرتد ہو گیا اور وہ لڑائی کیلئے چل پڑا۔ بعض جگہ تو ان کے پاس ایک ایک لاکھ کا بھی لشکر تھا۔ مگر اِدھر صرف دس ہزار کا ایک لشکر تھا اور وہ بھی شام کو جا رہا تھا اور یہ وہ لشکر تھا جسے اپنی وفات کے قریب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی علاقہ پر حملہ کرنے کیلئے تیار کیا تھا اور اسامہ کو اس کا افسر مقرر کیا تھا۔ باقی لوگ جو رہ گئے تھے وہ یا تو کمزور اور بڈھے تھے اور یا پھر گنتی کے چند نوجوان تھے۔ یہ حالات دیکھ کر صحابہ نے سوچا کہ اگر ایسی بغاوت کے وقت اسامہ کا لشکر بھی روانہ ہو گیا تو مدینہ کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ اکابر صحابہ کا ایک وفد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کچھ عرصہ کیلئے اس لشکر کو روک لیا جائے۔ جب بغاوت فرو ہو جائے تو پھر بیشک اسے بھیج دیا جائے مگر اس وقت اس کا بھیجنا خطرہ سے خالی نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت غصہ کی حالت میں فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوقحافہ کا بیٹا سب سے پہلا کام یہ کرے کہ جس لشکر کو روانہ کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اسے روک لے۔ یہ لشکر ضرور روانہ ہوگا۔ اگر تم دشمن کی فوجوں سے ڈرتے ہو تو بے شک میرا ساتھ چھوڑ دو۔ میں اکیلا تمام دشمن کا مقابلہ کرونگا۔

دوسرا سوال زکوۃ کا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اگر آپ لشکر نہیں روک سکتے تو صرف اتنا کر لیجئے کہ اِن لوگوں سے عارضی صلح کر لیں اور انہیں کہہ دیں کہ ہم اس سال تم سے زکوۃ نہیں لیں گے اور اس دوران میں ان کا جوش ٹھنڈا ہو جائے گا اور تفرقہ کے مٹنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائیگی لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اس پر صحابہ نے کہا کہ اگر جیشِ اسامہ بھی چلا گیا اور ان لوگوں سے عارضی صلح بھی نہ کی گئی تو پھر دشمن کا کون مقابلہ کرے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا۔ اَے دوستو اگر تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ابوبکر اکیلا ان کا مقابلہ کرنے کیلئے نکل کھڑا ہوگا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ دعویٰ اس شخص کا ہے جسے فنونِ جنگ سے کچھ زیادہ واقفیت نہیں تھی اور جس کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ وہ دل کا کمزور ہے۔ پھر یہ جرأت یہ دلیری یہ یقین اور یہ وثوق اس میں کہاں سے پیدا ہوا۔ اسی بات سے یہ یقین پیدا ہوا کہ حضرت ابوبکر نے سمجھ لیا تھا کہ میں خلافت کے مقام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کھڑا ہوا ہوں اور مجھ پر ہی تمام کام کی ذمہ داری ہے۔ پس میرا فرض ہے کہ میں مقابلہ کیلئے نکل کھڑا ہوں کامیابی دینا یا نہ دینا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ابھی یہ سلسلہ چل رہا ہے انشاء اللہ آئندہ ذکر کروں گا اس کا۔ جیسا کہ میں ہمیشہ تحریک کر رہا ہوں آجکل دنیا کے حالات کے لئے دعائیں کرتے رہیں ان میں کمی نہ کریں۔ خاص طور پر یہ دعا کریں کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے کو پہچاننے لگ جائے یہی ایک حل ہے دنیا کو تباہی سے بچانے کا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہماری دعائیں بھی قبول فرمائے۔

فرمایا: مَیں ایک مرحوم کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ مکرم و محترم مولانا مبارک نذیر صاحب ہیں جو جامعہ کینیڈا کے پرنسپل بھی رہے ہیں اور مبلغ انچارج کینیڈا بھی رہے ہیں۔ 8 مارچ کو ان کی 87 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بڑے بےنفس متوکل علی اللہ دعاگو قناعت پسند انسان تھے۔ بڑے درویش صفت تھے۔ ان کو دیکھ کر مجھے ہمیشہ حقیقی بزرگ دیکھنے کا احساس پیدا ہوتا تھا۔ آپ سلسلہ کے کامیاب مبلغ مولانا نذیر احمد علی صاحب اور مکرمہ آمنہ بیگم صاحبہ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا حضرت بابو فقیر علی صاحب کے ذریعہ ہوا تھا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور بعد میں وہ قادیان میں پہلے اسٹیشن ماسٹر مقرر ہوئے تھے۔ قادیان میں ان کے دادا کا مکان بھی تھا جو فقیر منزل کے نام سے معروف تھا۔ مولانا مبارک نذیر صاحب کے والد حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق 1929ء میں پہلے گھانا خدمت کی توفیق ملی اور بعد از اں ان کا تقرر سیرالیون میں ہوا۔ 1943ء میں ان کے والد حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب سیرالیون واپس جا رہے تھے تو مبارک نذیر صاحب بھی اپنے والد اور والدہ کے ساتھ سیرالیون کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اس سفر کے دوران ایک ایمان افروز واقعہ بھی ہوا۔ یہ سفر تین ماہ کا تھا بحری جہاز کے ذریعہ سے۔ اس وقت مبارک نذیر صاحب کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ دوران سفر ان کی طبیعت خراب ہوئی اور بیماری کے آثار ایسے ظاہر ہوئے کہ لگتا تھا کہ اب جان نہیں بچے گی۔ جہاز کی انتظامیہ نے ان کی حالت دیکھ کر ان کے والد صاحب سے کہا کہ آپ کا بیٹا ادھ مرا ہے اگر دوران سفر یہ فوت ہو گیا تو ہمارے پاس جہاز میں لاش کو رکھنے کیلئے کوئی سرد خانہ نہیں ہے اس لئے ہم آپ کو سفر کی اجازت نہیں دیتے۔ مولانا صاحب نے اصرار کیا کہ مجھے خلیفۃ المسیح الثانی کا حکم ہے اور میں نے ہر حال میں اس جہاز پر سوار ہونا ہے پھر جہاز کی انتظامیہ نے اس شرط پر انہیں جہاز پر چڑھنے کی اجازت دی کہ وہ یہ لکھ کر دیں کہ اگر ان کا بیٹا دوران سفر مر گیا تو اسکی لاش کو سمندر میں پھینکنے کی اجازت ہوگی۔ جب یہ شرط کیپٹن نے کہی تو مبارک نذیر صاحب کی والدہ رونے لگیں۔ مولانا نذیر احمد صاحب نے اپنی بیوی کو تسلی دی اور جہاز کے کپتان سے پُریقین لہجے میں کہا کہ کہاں دستخط کرنے ہیں لاؤ کاغذ اور پھر کیپٹن کو کہا کہ اگر یہ مر گیا تو اسے سمندر میں پھینک دینا لیکن ساتھ میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ اسے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ یہ وہ توکل تھا جو آپ کے والد کو خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا کہ میں ایک واقف زندگی ہوں اسکے دین کی اشاعت کیلئے نکلا ہوں خدا تعالیٰ ضرور میری مدد اور میرے اہل و عیال کی حفاظت فرمائے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ گیارہ سالہ بچہ نہ صرف زندہ رہا بلکہ اس نے ستاسی سال عمر پائی اور اسلام اور احمدیت کی خدمت کی توفیق بھی ملی۔ اپنے آباء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگی وقف بھی کی اور خدمت دین کے میدان میں خود بھی توکل علی اللہ کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ حضور انور نے ان کے اوصاف حمیدہ اور خدمات سلسلہ کا ذکر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad